REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO 9/GDP-3

16. 5. 88

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۳۷ — شمارہ ۱۸

ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور

نائب:۔ قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۳۰۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly "BADR" Qadian -143516

۱۸ ؍ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ ۔ ۱۵ ؍ ہجرت ۱۳۶۷ ہش ۔ ۱۵ ؍ مئی ۱۹۸۸ء

صبر کے ہتھیاروں سے مسلح ہوئے بغیر نیکی کا سفر ممکن نہیں

رمضان المبارک میں صبر کا پیمانہ بڑھائیں اور ہر خواہش کی قربانی میں صبر کا معیار بلند رکھیں

کیونکہ

یہ خدا کی رضا کی خاطر صبر کی مہارت کے دن ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جو نیکی اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر کی جائے تو دنیا پورا زور لگاتی ہے کہ وہ نیکی کرنے والے کو اس نیکی سے ہٹا دے اس لئے وہ نیکی جو محض ابتغاء وجہ اللہ کے لئے ہو اس کے ساتھ صبر کا مضمون لازمًا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے منہ کی خاطر کچھ نیکی اختیار کی ہے ان کو لازمًا صبر کے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہونا پڑے گا ورنہ اس کے بغیر نیکی کا سفر مشکل ہو جائے گا۔ فرمایا کہ مومن کے جہاد کی کامیابی کا راز اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ یہ صفات اختیار کرنے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔ صبر کی عادت، اللہ کی رضا کی خاطر عبادتیں کرنا انفاق فی سبیل اللہ جو خدا کی محبت کے نتیجہ میں ہو

فرمایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ ایسے دور میں شامل ہے جس کا اس آیت میں بیان ہے اور اس کی جو منفی صفات ہیں وہ آج احمدیت کے دشمن میں شدت اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں حق اور باطل میں بڑے معرکہ کے لئے صف آرائی ہو چکی ہے۔ جب ایسی صف آرائی ہوتی ہے تو لازمًا انجام یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم مٹ جاتی ہے اور دوسری قوم کو اللہ تعالیٰ قوت پر قوت عطا کرتا چلا جاتا ہے اور ایسے موقع پر بینہ کے ذریعہ فیصلہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ دلیل ہے نہ حق ہے نہ انصاف ہے اس کو ضرور مٹنا ہو گا اس لئے جماعت احمدیہ جو نیکیوں پر قائم ہے اسے یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ ہر قیمت پر نیکیوں کی حفاظت کریں گے۔ اس کے مقابل پر دشمن لازمًا اس مقام سے ہٹانے کی کوشش کرے گا لیکن وہ ناکام ہو گا۔

فرمایا اس آیت میں بظاہر صف آرائی کا کوئی ذکر نہیں لیکن صبر کے لفظ میں جو جد و جہد مخفی تھی اس کا اظہار آخری ٹکڑے میں ہے۔ صبر اس لئے کہ تمہاری مخالفانہ طاقتیں تمہیں مٹانے کی کوشش کریں گی لیکن اگر تم ثبات قدم اختیار کرو گے تو ضرور کامیاب ہو گے اور دشمن کی مخالفانہ طاقتوں کو ضرور مٹنا ہو گا۔

رمضان خدا کی رضا کی خاطر صبر سکھانے کا مہینہ ہے

فرمایا جماعت احمدیہ جس نازک دور میں سے گذر رہی ہے صبر کو اس کے وسیع معنوں کے ساتھ پیش نظر رکھ کر دکھائیں اور کبھی مایوس نہ ہوں۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے اس کا بہترین موقع عطا فرمایا ہے۔ جبکہ زندگی کے ہر شعبے میں صبر کرنا پڑتا ہے اور زندگی کی تمام صلاحیتیں صبر چاہتی ہیں۔ روزمرہ کی عادت کو چھوڑنا پڑتا ہے زبان پر پہرے لگانے پڑتے ہیں عبادتوں پر زور دینا ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ دوست احباب سے تعلقات، سب پر روزہ اثر انداز ہوتا ہے اور ہر جگہ صبر کی ضرورت ہے اس لئے اس مہینہ میں صبر کا پیمانہ بڑھائیں اور ارادۃً ہر خواہش کی قربانی میں صبر کا معیار بلند ہونا چاہیئے۔ یہ خدا کی رضا کی خاطر صبر کی مہارت کے دن ہیں۔"

(بشکریہ النصر ۱۵ ؍ مئی ۱۹۸۷ء)

اخبار احمدیہ

قادیان ۔ یکم ہجرت (مئی) سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بارہ میں موصولہ مورخہ ۱۲ ؍ ہجرت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ اور دن رات مہمات جلیلہ سرکرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ احباب کرام بالالتزام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

۵ ۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور جملہ درویشان کرام واحباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ

۵ ۔ رمضان المبارک میں روزانہ بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید کے سلسلہ میں مورخہ ۱۰ ؍ ۱۱ ؍ رمضان کو مکرم مولوی سید وسیم احمد صاحب تیماپوری نے سورۃ یونس تا سورۃ یوسف کا اور مورخہ ۱۲ ؍ ۱۳ ؍ رمضان کو مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ و نائب مدیر بدر نے سورۃ رعد تا سورۃ نحل کا درس دیا ۱۴ ؍ رمضان سے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ مومنون درس دے رہے ہیں جو ۱۶ ؍ رمضان تک جاری رہے گا۔

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ ؍ فتح (دسمبر) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء

کی تاریخوں میں منعقد ہو گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۱۸ ؍ ۱۹ ؍ ۲۰ ؍ فتح (دسمبر) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہو گا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس روحانی اجتماع میں شرکت فرما سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعہ

خدا کی کائنات کے جو بھی مددگار بن جاتے ہیں خدا اُنکا مددگار ہو جاتا ہے

شفاعت کا مضمون اُن کیلئے حرکت میں آتا ہے جن پر خدا کی خاص رضا اور محبت کی نظر پڑتی ہے

اسیران راہ مولیٰ کی خاطر دنیا کے ہر اسیر سے براہ راست تعلق قائم کریں تا ملاء اعلیٰ ہمارے بھائیوں کیلئے نجات دکھائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب خاذی ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا قلم بند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اسے کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے
(ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النجم کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى ؁ (النجم : ۲۷)

اور پھر فرمایا:

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

"کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ایسے ہیں کہ اُن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آتی، کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی مگر اس کے بعد کہ خدا تعالیٰ ان کو شفاعت کی اجازت فرما دے اس کے لئے جس کے لئے وہ چاہے اور جس سے وہ راضی ہو۔"

اس آیت میں شفاعت[1] کا مضمون بیان ہوا ہے

میں نے آج اس مضمون کو خاص وجہ سے اختیار کیا ہے۔ مختلف احباب جماعت جو دعاؤں کے خط لکھتے ہیں ان میں سے بعض کے مسائل اتنے اُلجھے ہوئے ہوتے ہیں یا دنیا کی نظر میں ان کی بیماریاں اتنی بڑھ چکی ہوتی ہیں یا شدت اختیار کر چکی ہوتی ہیں کہ دنیا کے علم کے لحاظ سے وہ ناقابل شفا قرار دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی ایسے مسائل ہیں مثلاً ایک ایسی عورت جس کو دنیاوی علم کے مطابق بچہ ہو ہی نہیں سکتا یا ایک ایسا مرد جس کو تولید کی طاقت ہی نصیب نہیں ہوئی۔ اس قسم کے اور بہت سے معاملات میں اور چونکہ احمدی کو دعا کی عادت ہے دعا پر انحصار کی عادت ہے اور چونکہ احمدی کو دعا سے ایک لا متناہی تعلق قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ ایسے معاملات میں بھی دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ جب ان کو دعا کا مضمون سمجھایا جاتا ہے تو بعض دفعہ اپنی لاعلمی میں وہ یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اچھا پھر ہماری شفاعت کریں۔ کیونکہ شفاعت کے آگے تو کوئی چیز بھی ناممکن نہیں۔ اس کا جواب جو طبعاً قدرتاً اور فوراً ذہن میں اُبھرتا ہے وہ یہی ہے کہ

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (البقرہ ۲ : ۲۵۶)

کہ اللہ کی اجازت کے سوا وہ ہے کون جو اللہ کے حضور شفاعت کر سکے۔ اور یہ اتنی عظیم الشان اور پر ہیبت آیت ہے کہ اس کے دائرۂ اثر سے انبیاء بھی باہر نہیں۔ اسی مضمون کی یہ دوسری آیت ہے لیکن اس آیت میں فرشتوں کا بطور خاص ذکر فرمایا گیا ہے۔

اس کی طرف میں دوبارہ آتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ جب میں ان کو یہ لکھتا ہوں کہ

"شفاعت تو صرف خدا کے قبضۂ اختیار میں ہے"

وہ جس کو اجازت دے وہی شفاعت کر سکتا ہے۔ اور میں عاجز اور کم حیثیت انسان اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ وہ منصب عطا فرمائے جس میں اس کا اور بندے کا شفاعت کا تعلق پیدا ہوتا ہے تو اس پر یہ سوال اُٹھتے ہیں کہ کیا وہی لوگ جو کسی نبی کی زندگی میں پیدا ہوئے اور نبی سے ان کا تعلق قائم ہوا۔ ایسے خوش نصیب ہیں جن کو شفاعت نصیب ہو سکتی ہے؟ اور کیا وہ تمام زمانے جن میں کوئی نبی جسمانی لحاظ سے زندہ موجود نہیں۔ شفاعت کے مضمون سے خالی زمانے ہیں؟ اور کیا شفاعت کا کوئی فائدہ ان زمانوں میں نہیں پہنچ سکتا؟

اس سوال کا جواب دینے کے لئے میں نے اس آیت کریمہ کو اختیار کیا ہے اور اس پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمانوں میں خدا کے ملائک ہیں اور ان کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسے مناصب عطا فرمائے ہیں، اور ان کی ایسی حیثیت ہے کہ جب خدا ان کو اجازت دے ان بندوں کے لئے جن کے لئے وہ چاہے اور جن سے وہ راضی ہو تو ان کو ان کی شفاعت کیلئے اجازت دے دیتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ بنی نوع انسان پر کبھی کبھی ایسا دور آتا ہے کہ جس میں ان کے لئے شفاعت ہو ہی نہیں سکتی یہ غلط ہے۔ قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ

شفاعت کا ایک جاری و ساری سلسلہ ہے

یعنی ایسا نظام ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی سے حرکت میں آ جاتا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر حرکت میں نہیں آتا اور ہر وقت آسمان پر ایسے ملائک خدا کی طرف سے مامور ہیں جو شفاعت کے منصب پر بھی قائم کئے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے ملائک سے کیسا رابطہ ہو کیونکہ ان سے تعلق قائم ہو سکے جس کے نتیجے میں انسان کو بعض مواقع پر ان کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

شفاعت کا مضمون بہت ہی اہم اور وسیع ہے اس کے سارے پہلو تو آج بیان نہیں ہو سکیں گے مگر چونکہ بعض سوال بار بار اٹھائے جاتے ہیں اس لئے ان سے تعلق رکھنے والے بعض پہلوؤں میں اس آیت

---

[1] شفاعت کا مضمون اور آیات میں بھی بیان ہوا ہے مثلاً ۱۱۰ : ۲۰ ، ۸۸ : ۱۹ اور ۵۲ : ۶ ، ۸۶ : ۴ ، ۲۵۶ : ۲ ، ۱۲۴ : ۴۹ : ۲۱ ، ۲۷ : ۷۴ ، ۵۳ : ۵۷ ، ۱۴ : ۵۰ ، ۲۹ : ۳۹ ، ۲۹ : ۲۱ ترتیب

کی روشنی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پہلی قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں کون اور ان کا علم کیسے ہو۔ اور کیا ان سے ذاتی تعلق قائم ہو اور کیا بعض فرشتوں کو دوسرے فرشتوں پر ترجیح دی جائے اور اس کے نتیجے میں جس طرح عیسائیوں میں بعض سینٹس (SAINTS) کے ساتھ تعلق قائم کر لیا جاتا ہے۔ یا بگڑے ہوئے زمانے کے بعض مسلمانوں میں بعض پیروں کے ساتھ محبت کا تعلق قائم کر لیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہر مشکل کے وقت مشکل کشائی کریں گے۔ کیا نعوذ باللہ من ذالک اسی قسم کا مضمون بیان ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بلکہ اس سے بالکل مختلف مضمون ہے اور ملائک کے متعلق قرآن کریم ہمیں فرماتا ہے کہ

تمام ملائک پر ایمان لانا ضروری ہے

اور جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے اور ایک نبی اور دوسرے نبی کے درمیان فرق نہیں کیا جا سکتا بحالت کے اعتبار سے وہی مضمون ان ملائک کے اوپر بھی چسپاں ہوتا ہے اور کسی فرشتے کے ساتھ ایسی دوستی اور ایسا تعلق کہ کسی دوسرے فرشتے کے ساتھ تعلق توڑنے پر منتج ہو جائے۔ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میرا فلاں فرشتہ ہے اور تمہارا فلاں فرشتہ ہے۔ تمہارا فرشتہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور میرا فرشتہ میری مدد کرے گا اور اس طرح کائنات میں شرک کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تعلق کو سمجھا جائے۔ پھر باقی مضمون خود بخود واضح ہو جائے گا۔ اور بظاہر ٹکراؤ اور شرک کی جو شکلیں ابھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں وہ ساری ہماری نظر سے غائب ہو جائیں گی۔ یعنی بے حقیقت اور بے معنی شکلیں ہیں ان کا اس آیت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

ملائک کے مضمون کو قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے مختلف آیات میں بیان فرمایا اور ملائک کے جو کام بیان فرمائے گئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا ہر قانون بعض ملائک کے تابع کارفرما ہے۔ اور یہ کائنات از خود بغیر کسی نگران اور بغیر کسی طاقت دینے والے کے خود بخود نہیں چل رہی چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝

یعنی خدا کے ایسے فرشتے ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش کے اردگرد جو بھی اس کا ماحول ہے، جو بھی عرش سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں، ان سب کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ...... اس آیت کا جو پہلا حصہ ہے یحملون العرش اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک، خدا تعالیٰ کسی تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ جیسا کہ

بعض دفعہ جاہلانہ تصور میں ایسی تصویر پیش کی جاتی ہے

کہ ایک عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور فرشتوں نے اس کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ تو ساری کائنات کو اٹھائے ہوئے ہے اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی کی طاقت سے ہر چیز قائم ہے۔ فرشتے اس کی طاقت سے قائم ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا نعوذ باللہ من ذالک کسی جسمانی نوعیت کے عرش پر یا کسی بھی نوعیت کے عرش پر اس طرح بیٹھا ہو کہ فرشتے اگر اس تخت کو چھوڑ دیں تو وہ نیچے گر پڑے۔ اول تو اوپر اور نیچے کا جو حقیقی تصور ہے اس میں یہ بات کسی طرح بھی سجتی نہیں۔ لیکن اوپر اور نیچے کا جو بھی تصور ہو اس بات کو چھوڑ بھی دیں، خدا کا عرش اٹھانے کا کچھ اور مطلب ہے۔ یہ مطلب بہرحال نہیں کہ خدا کا انحصار، خدا کی شان کا انحصار کسی دوسری ذات پر ہے اس لئے عرش سے مراد یہاں، جیسا کہ "عرشِ عظیم" کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے، خدا کی کائنات ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے من حیث المجموع۔ وہ ساری کی ساری خدا کی کائنات عرش کے لفظ کے تابع ہے۔ "یحملون العرش" کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ عظیم الشان اور لامتناہی نظام کائنات جو تم دیکھ رہے ہو یہ تمام کا تمام خدا کے مامور کردہ فرشتے چلا رہے ہیں۔ یہ نظام از خود نہیں چل رہا۔ جیسی پہلو سے بھی تم دیکھو، جس باریک نظر سے بھی تم مطالعہ کرو، ہر قانون کے پیچھے ایک اور لطیف تر قانون اس قانون کا محرک اور موجب بنا ہوا نظر آئے گا۔ اور نظام کائنات کی آخری باگ ڈور خدا کے مقرر کردہ فرشتوں کے ہاتھ میں ہے۔

اس کی لامتناہی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں

آپ کا جس علم سے بھی تعلق ہو، اس پر آپ غور کر کے دیکھیں تو ہمیشہ یہی جواب نظر آئے گا کہ کچھ طاقتیں پس پردہ کارفرما ہیں جن کے نتیجے میں ہمیں بعض چیزیں متحرک یا از خود متحرک نظر آتی ہیں۔ آپ کے جسم کے عضلات میں اندر اس کی حرکت اور اس کی زندگی، عضلات کی حرکت اور زندگی پر مبنی ہے اور بظاہر انسان یہی سمجھتا ہے کہ خون کی طاقت سے براہ راست عضلات حرکت میں آ گئے۔ یہ درست ہے کہ وہ خون کی طاقت سے حرکت میں آتے ہیں، لیکن ہر عضلے پر اعصاب کی ایک نس مقرر ہے جس کی طاقت، عضلے اور خون کی طاقت کے مقابل پر بظاہر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ اتنی خفیف سی برقی رو اس میں دوڑتی ہے اور اتنی معمولی سی کیمیائی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے کہ سارے اعصاب کی پوری طاقت کا مجموعہ بھی ایک عضلے کی طاقت سے کم ہوتا ہے اگر اسے بجلی یا قوت کے ظاہری پیمانوں پر ناپا جائے لیکن سارے جسم کی طاقت موجود رہے اور عضلات کا نسوں سے تعلق ٹوٹ جائے تو اسی کو ہم مفلوج کہتے ہیں۔ وہ طاقتیں بالکل بے معنی اور بے حقیقت ہو کے رہ جاتی ہیں جو بظاہر از خود کارفرما نظر آتی ہیں، اور اس تعلق کا جو مرکز ہے وہ دماغ یعنی ظاہری دماغ ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس طرح اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اس اعصابی نظام کا مرکز روح ہے اور اس کا اور دماغ کا ایک رشتہ ہے اور ہر حکم جو عضلات کو دیا جاتا ہے وہ روح کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ یہاں تک تو دنیا کے ماہرین کی نظر بھی پہنچ چکی ہے۔ اتنی بات کو تو اب اعصاب کے ماہر جو ڈاکٹر ہیں NEUROLOGIST اور چوٹی کے سرجن وغیرہ بھی جیسا کہ پہلے میں کہی

خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۲۴ رابندرا سرنی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳ فون :- 27-0441 گرام :- GLOBEXPORT

دفعہ سوال و جواب کی محفلوں میں بیان کر چکا ہوں، وہ اس مضمون کو نہ صرف پہنچ چکے ہیں بلکہ بڑے دھڑلے سے عام دنیادار یا مادہ پرست علماء کے مقابل پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کرنے لگ گئے ہیں کہ دماغ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تو ایک آلۂ کار ہے اور اس کے پیچھے کوئی طاقت ہے جسے ہم برین BRAIN کے مقابل پر مائینڈ MIND کہتے ہیں اس طرح دماغ کے مقابل پر اُسے روح قرار دیا جا سکتا ہے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اُسے مختلف نام دیئے جاتے ہیں۔ پس بالآخر کائنات کے ہر نظام کے ہر چیز کی تان روحانیت پر ٹوٹتی ہے اور اس سے اگلا قدم فرشتوں کا ہے۔ ہر چیز پر فرشتے مامور ہیں اور اُن فرشتوں کی اصل طاقت سے ساری کائنات رواں دواں ہے۔ ان کے نظام کے نیچے چل رہی ہے۔ پس

فرشتوں سے تعلق کیلئے فرشتوں کے نظام کو سمجھنا ضروری ہے۔

ورنہ نام بنام آپ اس طرح کا تعلق تو فرشتوں سے کبھی بھی قائم نہیں کر سکتے جس طرح بعض دفعہ جہلا ہم ذات کا تصور پیش کرتے ہیں۔ یا الٰہ دین کے چراغ کی کہانی میں ایک جن کا تصور پیش کیا گیا ہے جو چراغ کو مس کرنے سے خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ اور آپ کے سارے کام کرنے شروع کر دے گا۔

خدا کی کائنات کہانیوں پر بنی ہوئی نہیں ہے بلکہ گہرے حقائق پر مبنی ہے ان حقائق کو سمجھنے کے نتیجے میں آپ کی طاقتیں بڑھیں گی اور آپ کے مسائل حل ہوں گے ورنہ حقائق کو سمجھے بغیر حقائق کے عرفان کے بغیر آپ اللہ تعالیٰ کی کائنات سے کچھ فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتے۔ یہی کائنات ہے جو آج سے دس ہزار سال پہلے کے انسان کے سامنے بھی کھلی پڑی تھی۔ اور یہی کائنات ہے جو آج کے انسان کے سامنے بھی کھلی پڑی ہے۔ لیکن جن لوگوں نے اس کائنات کے معارف کو سمجھنے کی کوشش کی، اس کے پس منظر میں تحریکات کو جاننے اور پہچاننے کی کوشش کی انہوں نے اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور دس ہزار سال پہلے کا انسان جس کائنات میں بستا تھا اور آج کا انسان جس کائنات میں بستا ہے ظاہراً ایک ہے لیکن اس کے باوجود بھی ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح کل آنے والا انسان اسی کائنات سے ایسے ایسے فائدے اٹھائے گا جو آج آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے۔

پس فرشتوں کے نظام کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے ورنہ اُن کی دعاؤں سے نہ آپ استفادہ کر سکتے ہیں نہ ان کے استغفار سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نہ کوئی ان کی شفاعت کا اہل ہو سکتا ہے

شفاعت کے اندر تعلق کا مضمون ہے

تعلق قائم کرنے کا مضمون ہے، دو چیزوں کو جوڑنے کا مضمون ہے۔ اس لئے اُن کا تعلق تو خدا سے ہے ورنہ ان کے لئے شفاعت کی اجازت کا کبھی بھی کوئی سوال پیدا نہ ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ ہمارا اُن سے تعلق کیسے قائم ہو؟ اس تعلق کا راز اس بات میں ہے کہ دو انسان جب ہم آہنگ ہو جاتے ہیں تو ان کے درمیان تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

اور جس طرح ٹیوننگ فورکس (TUNING FORKES) سائنس کی لیبارٹری میں دھاتوں کے جو چمٹے سے بنے ہوئے ہیں کی ویولینتھ (WAVE LENGTH) ایک ہو جائے یعنی اُس کے ایٹمز اور مالیکیولز (ATOMS AND MOLECULES) کی جو ترتیب ہے وہ ایک ہی قسم کے نظم و ضبط میں آ جائے اور ایک جیسی ویولینتھ پیدا ہونی شروع ہو جائے تو ایک ٹیوننگ فورک کو آپ بجائیں اور اس کے بعد اُس پر ہاتھ رکھ کر اس کو بند کر دیں تو آپ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ دوسرا ٹیوننگ فورک خود بخود اسی طرح بجنے لگ گیا ہے۔ یعنی جو نغمہ اس ٹیوننگ فورک سے پیدا ہو رہا تھا جسے آپ نے خود متحرک کیا ہے، دوسرے ٹیوننگ فورک سے، جو بظاہر مردہ دکھائی دیتا تھا۔ اور اسے کسی نے متحرک نہیں کیا ہے۔ اس ٹیوننگ فورک کی حرکت کے نتیجے میں خود بخود متحرک ہوا۔ اور خود بخود اُس سے وہی نغمگی پیدا ہونی شروع ہو گئی جو متحرک ٹیوننگ فورک سے پیدا ہو رہی تھی۔

یہ تجربہ عام سائنس لیبارٹریز میں بچوں کو بھی دکھایا جاتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ ہم آہنگی سے کیسے کیسے استفادے کر سکتے ہیں۔ اگر مزاج ایک ہو جائیں، تو آپ کو ایک دوسرے سے محبت ہو جاتی ہے بعض دفعہ محبت کے سارے محرکات موجود ہوتے ہیں۔ لیکن مزاج کے بعض حصوں کا اختلاف اُن محبتوں کو بالآخر نفرتوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ بڑے پیار کئے ہوئے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اس لئے کہ مزاج میں ہم آہنگی نہیں تو فرشتوں کی ذات اور ان کی کنہوں اور ان کے محل اور ان کے مقام سے آپ تو ناآشنا ہیں اور نہ اس طرح ان کو بلانا آپ کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ شرک میں داخل ہو جاتا ہے لیکن جن کاموں پر مامور ہیں۔

اگر آپ ان کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں

تو آپ کا فرشتوں کے ساتھ پھر ایک تعلق قائم ہو جائے گا۔

مثلاً جس طرح کائنات کو چلانے کے لئے فرشتے مقرر ہیں اسی طرح روحانی اور شرعی نظام کو چلانے کے لئے بھی خدا کے فرشتے مامور ہیں اور انسان کے ساتھ انسان کے تعلقات کو قائم رکھنے ان کو چلانے اور ان کی حفاظت کے لئے بھی خدا تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں۔ اس لئے آپ جس نیکی میں ترقی کرتے ہیں اس نیکی کے فرشتے کے ساتھ آپ کا ایک تعلق قائم ہونا شروع ہو جاتا ہے مثلاً انسان اپنے دوستوں اور عزیزوں پر خرچ کرتا ہے۔ اپنا رزق ان کے اوپر خرچ کرتا ہے تو وہ فرشتے جو رزق کے نظام پر قائم ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کا ان سے تعلق پیدا ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر اس تعلق سے یہ مراد ہو تو ہر انسان اپنی احتیاج کے وقت کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے پھر تو ہر انسان کا خواہ وہ کافر ہو مومن ہو، خواہ نیک ہو یا بد ہو تمام فرشتوں سے تعلق قائم ہو جانا چاہیئے اور ان کے سارے مسائل حل ہو جانے چاہئیں۔ اس لئے یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ حرکت وہ کام وہ عمل جو فرشتوں کے مزاج کے مطابق کیا جائے اور اسی طرح کی اپنے اندر خصلتیں پیدا کی جائیں جو اُن فرشتوں میں ہیں جو کسی

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

نیکی پر مامور ہیں اس کے نتیجے میں تعلق پیدا ہوتا ہے ایک ماں اپنے بچے کے لئے قربانی کر رہی ہے۔ فرشتہ اس نظام سے بھی تعلق رکھ رہا ہے اس پر بھی کوئی فرشتہ مامور ہے جس کا بچے کی اس حاجت کے ساتھ تعلق ہے جو ماں پوری کر رہی ہے لیکن اس ماں کے لئے اس فرشتے کے دل میں اگر دل کا لفظ فرشتوں کے لئے استعمال کیا جائے۔ کوئی بھی حرکت پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن ایک ماں اگر غیر کے بچے کے لئے ویسا ہی جذبہ دکھائے جیسا کہ اپنے بچے کی تکلیف کے وقت دکھا رہی تھی تو پھر فرشتے کے مزاج کے مطابق اس کا مزاج بن گیا۔ یہ مراد ہے ہم آہنگی سے۔ کیونکہ فرشتے کے تو کوئی بچے نہیں ہیں۔ وہ فرشتے جو بچوں کی بعض ضروریات پر مامور ہیں اور ہر قسم کے انسان کی ہر عمر کی ضروریات مختلف ہوتی چلی جاتی ہیں اس لئے

نظام کائنات بہت ہی وسیع اور باریک تر ہے

ان گنت فرشتے ہیں جو درجہ بدرجہ مختلف مقامات پر فائز، مختلف آسمانوں سے تعلق رکھنے والے اور مختلف دائرہ کار میں حرکت کرنے والے ہیں۔ ان کی طاقتیں بھی مختلف ہیں قرآن کریم سے اس مضمون پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

بہر حال ایک فرشتے کی تو کوئی اولاد نہیں ہے اس کو خدا نے جس کام پر مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مثلاً جیسا کہ میں نے مثال دی تھی، بعض بچوں کی کوئی ضرورت ہے اس کا تعلق کسی فرشتے سے ہے۔ مثلاً اس کے لئے دانت کے زمانے کی تکلیفوں کو دور کرنا اور اس میں آسانی پیدا کرنا۔ اس قسم کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ کوئی بھی ضرورت ہو۔ آپ غیر معین سمجھ لیں۔ اس میں جب آپ اپنی ذات کی خاطر وہ ضرورت پوری کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں اس فرشتے سے تعلق قائم نہیں ہوگا کیونکہ فرشتہ جب اس کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اپنی ذات کی خاطر نہیں کرتا۔ خدا کی خاطر کرتا ہے جس نے اس کو مامور فرمایا ہے۔ اس لئے جب آپ ایسے ضرورت مند انسان کو محبت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں جس کا براہ راست آپ سے رشتہ نہیں ہے اور اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس پہلو سے اس دائرے میں اس فرشتے کے ساتھ آپ کا از خود تعلق قائم ہو جاتا ہے اور یہ تعلق منشائے الٰہی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے ذاتی طور پر اس معاملے میں آپ کو نہ کسی فرشتے کے نام کی ضرورت ہے نہ اس کے ساتھ خاص محبت بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کا جذبات سے تعلق ہی کوئی نہیں اس مضمون کا ہم آہنگی سے تعلق ہے۔ گویا خدا کی کائنات کے جو بھی مددگار بن جاتے ہیں خدا ان کا مددگار ہو جاتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی یعنی بنی نوع انسان کی ضرورت پوری کرنے پر لگا رہتا ہے خدا اس کی ضرورتیں پوری کرنے پر لگا رہتا ہے۔ وہ کس طرح کرتا ہے؟

قرآن کریم فرماتا ہے

ایک بہت وسیع نظام ہے اس میں بعض باشعور قوتیں مقرر فرمائی گئی ہیں وہ باشعور طاقتیں نظام کی نگرانی کر رہی ہیں آپ اگر کسی کے رزق کی ضرورت پوری کرنے کیلئے خاص توجہ رکھتے ہیں۔ غرباء سے خاص ہمدردی رکھتے ہیں تو جب آپ کو وہ ضرورت پیش آئے گی تو باشعور فرشتے خود آپ کی ضرورت کا خیال رکھیں گے۔ خواہ آپ اپنے لئے وہ چیز حاصل کر سکیں یا نہ کر سکیں خواہ باشعور طور پر آپ کے دل میں دعا کی توجہ پیدا ہو یا نہ ہو اگر آپ کا یہ مزاج ہے تو قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے فرشتے آپ کے لئے دعا شروع کر دیتے ہیں اور آپ کے لئے استغفار شروع کر دیتے ہیں کیونکہ یہاں تعلق کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح بچہ ماں سے تعلق قائم کرتا ہے، ماں بچے سے تعلق قائم کرتی ہے۔ ضروری نہیں کہ دونوں ہی بیک وقت کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے باشعور طور پر کوئی کام کریں بعض دفعہ بچہ لاشعوری طور پر ایک چیز کا محتاج ہوتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ میں کس چیز کا محتاج ہوں۔ اور ماں کا دل اس کے لئے حرکت میں آجاتا ہے ماں کی قوتیں اس کی خدمت پر مامور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات انسان کو خود اپنی ضرورت کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اگر اس کا تعلق اس فرشتے سے قائم ہو چکا جو کسی ضرورت پر مامور ہے اور وہ اس لحاظ سے اس فرشتے کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کر چکا ہے تو پھر اس معاملے میں اس کے ساتھ ایک خاص سلوک ہوگا۔

یہ مضمون آپ صلحاء کی زندگی میں کھلی کتاب کی طرح پڑھ سکتے ہیں

اگر ہر نیک کی ہر ضرورت ہر معاملے میں خود بخود پوری ہونی چاہیئے تو پھر ایسا کیوں نظر نہیں آتا؟ اور کیوں یہ دکھائی دیتا ہے کہ بعض بزرگوں کی بعض ضرورتیں فوراً پوری ہوتی ہیں اور بعض بزرگوں کی بعض دوسری ضرورتیں فوراً پوری ہوتی ہیں۔ بعض بزرگوں کو بعض امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص اعانت حاصل ہوتی ہے اور بعض دوسرے بزرگوں کو اس مضمون میں کوئی اعانت نہیں ہوتی۔ بعضوں کو غیر معمولی طور پر شفا دی جاتی ہے۔ بعض لمبے عرصے تک بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں ان کو کوئی شفا نہیں دی جاتی۔ لیکن ان کے رزق کی ضمانت دی جاتی ہے۔ اس طرح اگر آپ صلحاء کے واقعات، صحابہ کے واقعات پڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے قریب کے واقعات تو بالکل ابھی تازہ موجود ہیں۔ ان پر آپ غور کریں تو تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ کیوں مثلاً

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو یہ اعجاز دیا گیا

کہ آپ کی ہر ضرورت بغیر کسی ظاہری سبب اور پیروی کے پوری کی جا رہی ہے! ان کی پہلی زندگی پڑھیں یعنی خلافت یا صحابیت سے پہلے کی تو پھر آپ کو یہ مسئلہ سمجھ میں آئے گا کہ وہ ہمیشہ ساری زندگی لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے پر مامور تھے ان کی ساری زندگی کا مقصد اعلیٰ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے ضرورت مند بندوں کی حاجات پوری کریں۔ کوئی آتا ہے کہ مجھے اتنے قرض کی ضرورت ہے وہ اسے اسی وقت دے دیں گے بغیر پوچھے کہ وہ کب اور کیسے واپس کرے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر شخص کو یہی طریق اختیار کرنا چاہیئے اگر ہر شخص مصنوعی طور پر یہ طریق اختیار کرے کسی بھی نیکی کو اختیار کرے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔

ہر شخص کو پھر خدا بعض خاص قسم کی نیکیوں کی توفیق عطا فرماتا ہے اور ان نیکیوں کے لئے ان کا مزاج بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے قرض دینے والے جب قرض دیتے ہیں تو اس نیت سے دیتے ہیں کہ اگر وہ نہیں دے گا تو میں اف نہیں کروں گا اس سے دوبارہ پوچھوں گا نہیں۔ چنانچہ وہ پھر کتابت سے آزاد کئے جاتے ہیں وہ قرضے جس میں کتابت یعنی تحریر ضروری ہے ایسے ہیں جن میں برابر کا لین دین ہے اور ایک انسان لین دین کی نیت سے قرض دے رہا ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مزاج کا انسان جو اس لئے روپیہ دیتا تھا اور اس نیت سے دیتا تھا کہ میں نے دوبارہ یاد بھی نہیں کرانا۔ مانگنا بھی نہیں۔ اس کا لازماً طبعاً اس فرشتے سے جو ملاء اعلیٰ پر ان تمام فرشتوں پر افسر اعلیٰ مقرر فرمایا گیا ہے جو حاجات پوری کرنے والے فرشتے ہیں ایک گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور اس تعلق کے اظہار کے نتیجے میں آپ کے ساتھ خدا کے اذن کے ساتھ ان فرشتوں نے وہی معاملہ شروع کر دیا۔ آپ کو چیزیں پہنچائی جاتی تھیں دی جاتی تھیں بغیر مانگے بغیر کسی حساب کے بغیر کسی شمار کے اور آپ کو علم تھا کہ یہ لازماً پوری ہو جائیں گی۔ اب

مریضوں کے ساتھ ڈاکٹروں کا ایک تعلق ہے۔

اور اس تعلق میں فیس بھی آجاتی ہے۔ اب جس فیس دینے والے مریض کا فیس لینے والے ڈاکٹر سے جو تعلق ہے جس میں فیس ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے یہ ایک عام معروف تعلق ہے۔ اب کوئی ڈاکٹر کہے کہ دیکھو میں اتنے مریضوں کی شفا کا موجب بنتا ہوں اس لئے شفا دینے والے فرشتوں کا مجھ سے خاص تعلق کیوں نہیں قائم ہو جاتا اور کیوں جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھ سے غیر معمولی معاملہ نہیں کیا جاتا؟ وجہ یہ ہے کہ ہر ڈاکٹر کا تعلق فرشتوں والا نہیں ہوا کرتا۔ بعض ڈاکٹر ایسے ہیں جن کا تعلق بالکل اور مضمون کا ہے اور اگر وہ کچھ لیتے بھی ہیں تو اس لئے نہیں کہ اگر فیس نہ ملتی تو ہم علاج نہ کرتے۔ اور وہ اس بات سے بالا ہوتے ہیں کہ فیس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ ان کی تمام تر توجہ اس بات کی طرف ہوتی ہے کہ مریض کو مجھ سے کیا فائدہ پہنچے گا اور زیادہ سے زیادہ میں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ اس پہلو سے جو ہمارے مخلص احمدی ڈاکٹر افریقہ میں گئے ہیں انہوں نے خدا کے خاص سلوک کے بڑے عجیب عجیب نظارے دیکھے ہیں کیونکہ ان کے جانے میں نیت صاف، پاک اور للّٰہی تھی۔ وہ اس لئے گئے تھے کہ خدا کے بندوں کی شفا کیلئے خدا کی خاطر ہم یہ سفر اختیار کر رہے ہیں اور وہاں جا کر انہوں نے مریضوں سے فیس کی خاطر تعلق نہیں جوڑا۔ فیس بھی جہاں سے مل سکتی تھی ملتی تھی۔ لیکن اس بات کو مشروط نہیں کیا بلکہ جس کو توفیق تھی وہ دے گیا اور جس کو فیس دینے کی توفیق نہیں تھی اس کا مفت علاج کیا اور

ہمارے بعض ایسے مخلص ڈاکٹر ہیں

جنہوں نے اور ضرورتیں بھی اپنی جیب سے پوری کیں اور پھر ان کے لئے دعائیں بھی کیں ان کے ہسپتالوں میں جو شفا کا معیار تھا باوجود اس کے کہ ان ہسپتالوں میں ضرورت کی چیزیں موجود نہیں ہوا کرتی تھیں اور بعض دفعہ جراحی کے آلات بھی کند اور پرانی قسم کے ہوتے تھے اور ANAESTHESIA بیہوش کرنے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ بعض دفعہ بجلی بھی نہیں ہوتی تھی اور کھلی فضا میں، ایک میز کے اوپر لالٹین کی روشنی میں اپریشن کیا جاتا تھا اور اس کے باوجود ان کی شفا کا معیار اتنا بلند ہوا کہ بعض بڑے بڑے حکومت کے افسران جن کو اعلیٰ علاج کی ہر قسم کی سہولت مہیا تھی بہترین ہسپتالوں کو چھوڑ کر، ان کے پاس پہنچتے رہے اور جب ان سے تعجب سے پوچھا گیا کہ آپ اتنے بڑے افسر، آپ کو بہتر سے بہترین شفا خانہ مہیا ہو سکتا ہے اور مفت ہو سکتا ہے ان کو چھوڑ کر آپ یہاں کیوں آتے ہیں؟ تو یہ جواب دیتے رہے کہ یہ سب چیزیں جو آپ کہتے ہیں وہاں ہیں لیکن شفا یہاں ہے۔ اور ہم نے جائزہ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا خاص شفا کا سلوک ہے جو اس ہسپتال سے ہو رہا ہے اور ایسے چشم دید گواہ صرف مسلمان نہیں بلکہ عیسائیوں میں سے بھی تھے اور پیگنز (PAGANS) (بت پرستوں) میں سے بھی تھے۔

تو فرشتوں کا یہ وہ تعلق ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے سب سے پہلے فرشتوں پر ایمان لانے کی تاکید کرکے ذکر فرمایا جس چیز پر آپ ایمان لاتے ہیں اس کے ساتھ ایک تعلق قائم ہوتا ہے۔

خدا کے تمام فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب

یہ ہے کہ تمام نظام کائنات سے چونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ایک ذاتی تعلق پیدا کرو۔ یہ مضمون اتنا عظیم الشان اور اتنا وسیع ہے کہ اگر اس مضمون کو سمجھ کر انسان اپنی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرے تو اس کا خلق آخر کیا جائے گا۔ آپ کے اندر سے ایک نیا وجود ابھریگا آپ کے اردگرد ایک نئی کائنات ظاہر ہو جائے گی۔

لیکن اس مضمون کو فی الحال چھوڑتے ہوئے اس مختصر حصے کی طرف میں واپس آتا ہوں کہ جو انسان جس قسم کی نیکیاں اختیار کر رہا ہے اس کا از خود بعض فرشتوں سے تعلق قائم ہوتا چلا جا رہا ہے اب اس فرشتے کا یہ کام ہے کہ اپنے تعلق کے نتیجے میں اس کے لئے دعا کرے اور اسی کے لئے استغفار کرے چنانچہ جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی تھی اس میں فرمایا، وہ فرشتے جن کے اوپر نظام کائنات کا انحصار ہے یعنی خدا تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ کیا کرتے ہیں۔ یستغفرون للذین آمنوا۔ وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں ان کے لئے استغفار میں مصروف رہتے ہیں۔ ربنا وسعت کل شیئٍ رحمۃً وعلماً فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم۔ کہ اے ہمارے رب تیری رحمت تو ہر چیز پر وسیع ہے جو نظام کائنات چلانے والے فرشتے ہیں ان سے بڑھ کر اس بات کا کوئی گواہ نہیں ہو سکتا، کہ

خدا کی رحمت کا قانون

ایک ہر دوسرے قانون پر بالا اور حاوی ہے۔ کیوں کہ جو قانون ان کے ہاتھ سے بروئے کار آتے ہیں ان کی قدرت کے تابع رہ کر وہ عمل دکھاتے ہیں ان قوانین میں وہ فرشتے جانتے ہیں کہ خدا کی رحمت کا قانون ہر قانون کے اوپر حاوی ہے۔ اس لئے سب سے پہلی گواہی وہ خدا کے حضور یہ پیش کرتے ہیں کہ ربنا وسعت کل شیئٍ رحمۃً ..... کہ اے ہمارے رب، تیری رحمت تو ہم جانتے ہیں یہ ہم سے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں کہ ہر چیز پر حاوی ہے وعلماً ... اور کائنات کے ہر ذرے ذرے کا علم بھی تجھ کو ہے یعنی ہم تجھے کوئی خبر نہیں دے رہے تو ہم سے بہتر جانتا ہے

اس لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ جو لوگ توبہ کرنے والے ہیں ان سے مغفرت کا سلوک فرما... اور وہ لوگ جو تیری راہ کے پیچھے لگ جاتے ہیں ان پر رحم فرما اور ان سے مغفرت کا سلوک فرما۔ اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ اسی طرح یہ دعا ان کے لئے جاری رہتی ہے۔

تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ

اگر آپ میں فرشتوں جیسی بات پیدا نہ ہو سکے

وہ مزاج نہ ہو سکے تو پھر اپنی دعا کے لئے عظیم الشان توقعات یا پھر اس بات کے لئے توقعات کہ فرشتے آپ کے لئے دعا کریں گے یہ فرضی توقعات ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان معاملات میں آپ فرشتوں کے مقاصد سے ٹکرانے والی باتیں کر رہے ہوں تو یہ وہم دل سے نکال دیں کہ ان مواقع پر فرشتوں کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل ہو گی جب آپ ضرورت مند ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص دوسروں کے مال کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک شخص دوسروں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتا حرص کی نگاہ کو آزاد چھوڑ دیتا ہے اور ہر شخص کا مال غصب کرنے کی تمنا دل میں رکھتا ہے۔ جب وہ خود پکڑا جاتا ہے اور ایسے ابتلا میں پڑتا ہے جس کا اس مضمون سے تعلق ہے تو پھر وہ یہ توقع رکھے کہ اس کے لئے دعائیں قبول ہوں گی یا اس کے لئے شفاعت کا مضمون جاری کیا جائے گا۔ بہت بڑی حماقت ہے۔ اس لئے فرشتوں نے اپنی دعا میں 'تابوا' کا لفظ پہلے رکھا ہے۔ فرشتوں سے تعلق توبہ کو چاہتا ہے اور توبہ سے اس وقت "کلی توبہ" مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر گناہ میں گناہوں سے تعلق توڑ کر فرشتوں سے تعلق قائم کرنے کے لئے بیچ میں توبہ کا دروازہ حائل ہے اس دروازے سے جب آپ گذرتے ہیں اور دوسرے دائرے میں داخل ہو جاتے ہیں پھر وہاں سے آپ کا فرشتوں سے تعلق شروع ہوتا ہے۔

اس لئے

یہ بہت ہی اہم بات ہے

ہاں! اضطرار کا مضمون اس کے علاوہ ہے۔ بعض اوقات اضطراری حالت میں دعائیں سنی جاتی ہیں۔ اس وقت اس کی بحث نہیں چل رہی۔ یہاں فرشتوں کا مضمون بیان ہو رہا ہے خدا تو مالک ہے۔ خدا جس کی چاہے دعا سن لے جس کو چاہے کسی مصیبت سے نجات بخش دے خواہ اس کا تعلق کسی فرشتے سے ہو یا نہ ہو خدا اس سے آزاد ہے۔ لیکن فرشتے آزاد نہیں ہیں وہ مامور ہیں وہ اس کام کے اوپر مسخر ہیں۔ ان کو تو خدا کا قانون جس حد تک اجازت دے گا اسی حد تک وہ تعلق قائم کریں گے۔ اس لئے اگر فرشتوں سے تعلق قائم کرنا ہے تو آپ کو ان کے ہم آہنگ ہونا پڑے گا۔ اور جس جس مضمون میں آپ ان سے ہم آہنگ ہوتے چلے جائیں گے جس جس صفت حسنہ میں آپ ان سے ہم آہنگ ہوتے چلے جائیں گے اس مضمون میں خدا تعالیٰ آپ کو غیر معمولی قوتیں عطا کرنی شروع کرے گا۔

شفا کے متعلق، جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، یہی مضمون ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ نے جب معاملات کئے ہیں تو ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی مضمون کے تابع وہ معاملات کئے گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دی تھی۔ ان کا بھی شفاعت سے ایک گہرا تعلق تھا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا۔

وہ کس طرح مریضوں سے اپنا تعلق رکھتے تھے؟

اس کی مثال میں آپ کو بتاتا ہوں۔ (آگے مسلسل صفحہ پر)

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔ منیجر بدر

ایک صحابی (اِن کا نام غالباً حکیم فضل الدینؓ تھا) روایت کرتے ہیں کہ میرے گھر میں زچگی تھی یعنی وضع حمل کا وقت تھا۔ اور میری بیوی شدید تکلیف پا رہی تھی۔ اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں اس تکلیف سے مر نہ جائے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دوا بھی اور دعا بھی کریں اور اس کے بعد میں گھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر، اعجازی طور پر بچہ عطا فرمایا اور بیوی کی ساری تکلیف رفع ہو گئی۔ جس پیچیدگی کا ڈر تھا وہ پیچیدگی بھی ختم ہو گئی۔ دوسرے دن جب وہ صبح کی نماز کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے مکان کے دروازے کے سامنے سے گزر رہے تھے تو وہ باہر نکلے۔ بلایا اور کہا کہ بیوی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں واپس گیا ہوں تو خدا کے فضل سے دیکھتے دیکھتے بیوی ٹھیک ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ آپ کی دعا کا اعجازی نشان ہے۔ آپؓ نے فرمایا "مجھے تو بتا دیا ہوتا۔ میں تو ساری رات کھڑا اُسی کے لئے دعا کرتا رہا۔" یہ ہے وہ دلی بات۔ یہ وہ تعلق ہے مریض سے اُس کی تکلیف کے نتیجے میں جس کے نتیجے میں فرشتے لازماً ایسے وجود سے عاشقانہ تعلق رکھنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر اس کی دعاؤں میں اعجاز پیدا ہو جاتا ہے، اُس کی شفا کی کوششوں میں اعجاز پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

طبیب نہیں تھے یعنی پیشے کے لحاظ سے۔ لیکن بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے تک، آپ شوق کے ساتھ غریبوں کی خدمت کی خاطر، علاج فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کبھی کوئی مریض ہوتا تو آپ اُس کے لئے بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی بے چینی خدا کے علم میں اس حد تک تھی کہ آپ کو اس معاملے میں شفاعت کی اجازت دی گئی۔ اور دو مرتبہ واضح طور پر خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ شفاعت کا تعلق اس معاملے میں قائم فرمایا اور خدا کے اذن سے جب آپؑ نے شفاعت کی ہے تو بعض ایسے مریض شفایاب ہوئے ہیں اُن کے لئے، دنیاوی علم کے لحاظ سے بچنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا بھی ایک تعلق تھا۔ اور لوگوں کو وہ تعلق نظر آ رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی اپنے مریضوں سے ایک تعلق تھا اور وہ بھی لوگوں کو بظاہر نظر آ رہا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ بہتر جانتا تھا کہ کس کا تعلق کس نوع کا ہے۔ کتنا گہرا ہے۔ اُس کی ذات میں کتنا ڈوبا ہوا ہے اُس کی نوع کیا ہے کتنا ڈوب چکا ہے۔ اور اسی لئے درجہ بدرجہ ان سے سلوک ہوتا تھا۔ یہ وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں کو بھی اور نبیوں کو بھی جب تک اجازت نہ دے، وہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اُن کو خود نہیں پتہ ہوتا کہ اس تعلق میں کتنی گہرائی ہے۔ اپنے ساتھ تعلق کو تو انسان جان سکتا ہے۔ ایک نبی بھی جان سکتا ہے اور ایک فرشتہ بھی جان سکتا ہے۔ چنانچہ انبیاء بھی جب شفاعت کی کوشش کرتے ہیں، بعض دفعہ جذبہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بغیر اجازت کے، لاعلمی میں، غلطی سے، عمداً نہیں، ان کے منہ سے لفظ شفاعت نکل جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پھر اس کی درستگی بھی فرما دیتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اس بندے سے کتنا تعلق تھا، جس کے لئے دعا کی جا رہی ہے۔ اور دعا قبول نہ ہونے کی شکل میں پھر شفاعت کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ ان کا اپنا اس معاملے میں، خدا کی نظر میں کیا منصب ہے۔ اور پھر یہ نہیں جانتے کہ جس بندے کی شفاعت کی جا رہی ہے، خدا کی نظر میں اس شفاعت کا اہل ہے کہ نہیں۔ اس لئے

وہ لاعلمیاں ہیں جو انسان کو گھیرے ہوئے ہیں

یہی وہ لاعلمیاں ان فرشتوں کو بھی گھیرے ہوئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ وہ نہیں جانتے۔ اور ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم اس منصب پر فائز ہیں کہ شفاعت کریں اور نہ اُن کو یہ علم ہے کہ وہ

وجود جن کا اُن فرشتوں سے تعلق ہے۔ اُس تعلق کی کُنہ کیا ہے اور اس تعلق کی آخری وابستگی کس شکل میں ہے۔ مثلاً ایک آدمی بنی نوع انسان کی محبت میں ان کی خدمت بھی کرتا ہے اور اُس محبت میں نیکی کا رنگ پایا جاتا ہے۔ لیکن ایک اور آدمی ویسے ہی خدمت کر رہا ہے لیکن اس کی ہر خدمت میں دراصل خدا کا تعلق کارفرما ہو رہا ہوتا ہے اور بندے کا جو تعلق ہے وہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ ان دونوں قسم کے بندوں سے خدا کا معاملہ مختلف ہوگا۔ اس لئے جو شخص فرشتوں سے تعلق قائم کرتا ہے۔ یعنی اپنی نیکیوں کے ذریعے۔ اُن خاص فرشتوں سے جو اُن نیکیوں پر مامور ہیں وہ تعلق قائم کر لیتا ہے۔ اس حد تک تو درست ہے لیکن فرشتے یہ بات نہیں جان سکتے کہ اس تعلق کی بنا کیا ہے؟ کیا خالصۃً للہ یہ کام کیا جا رہا تھا یا اگر وہ ظاہری طور پر جانتے بھی ہیں کہ یہ نیت سے نیک ہیں تو اس گہرائی کو نہیں جانتے جو تعلق باللہ کے نتیجے میں، نیکیوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔

اس لئے وہ تو اس حد تک دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں یہ شخص ہم سے ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ ہمیں خدا نے غریبوں کی خدمت پر مامور فرمایا ہے یہ غریبوں کی خدمت کر رہا ہے ہمیں خدا نے مامور فرمایا ہے مریضوں کو شفا دینے پر۔ اور یہ مریضوں کو شفا دے رہا ہے اور ذاتی تعلق نہیں بھی ہے تب بھی شفا دے رہا ہے۔ پیسے نہیں بھی وصول کئے، تب بھی دے رہا ہے۔ فرشتے اپنے دائرہ کار میں اتنا جانتے ہیں۔ لیکن خدا جانتا ہے کہ کون درحقیقت، بظاہر فرشتوں والے کام کس لئے کر رہا ہے۔ اس لئے دعا کی تو اجازت ہے کیونکہ

دعا تو ہر شخص کو کرنے کی اجازت ہے۔

ایک فقیر کی صدا ہے نا جو آئے گا، صدا لگا دے گا۔ صدا لگانے سے کون روک سکتا ہے۔ اُن فرشتوں کا تو کوئی خاص حق نہیں ہے دعا پر۔ ہر وجود کائنات کا ہر ذرہ ذرہ خدا کے حضور دعا اور التجا کر سکتا ہے۔ اور خدا مالک ہے، اُسے رد کرتا چلا جائے۔ لیکن شفاعت کا مضمون اس سے بالا ہے، اس میں خدا کا وعدہ ہے کہ جن کو میں شفاعت کی اجازت دوں وہ جس چیز کی شفاعت کریں گے، وہ ہو کر رہے گی۔ یہ بہت ہی عظیم الشان اعزاز ہے۔ اس کے لئے فرشتے اس بات کے نااہل ہیں کہ وہ یہ جان سکیں کہ اُن نیکیوں میں جو ہم آہنگی ہے وہ کس حد تک للہ ہے اور کس حد تک کسی اور غرض کے لئے تھی۔ اور چونکہ فرشتے خدا کے مقابل کے وجود نہیں ہیں اس لئے وہی نیکیاں جو انسان کے کام آ سکتی ہیں جو للہ ہوں اور ان کو اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے شفاعت سے پہلے یہ شرط لگا دی گئی کہ کون ہے وہ ملائکہ جو آسمانوں پر ہیں، اُن کی شفاعت کام آ سکے مگر اس صورت میں کہ .... اللہ تعالیٰ اجازت دے اس کے لئے جسے چاہے .... اس (آیت) میں دو مفعول پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک مراد یہ ہو سکتی ہے کہ جن فرشتوں کو خدا چاہے اجازت دیتا ہے۔ ہر فرشتے کا حق نہیں ہے کہ وہ سفارش کر سکے اور جن فرشتوں کو خدا کی خاص رضا حاصل ہوتی ہے خدا اُن کو اجازت دیتا ہے۔ اور دوسرا "لِمَن" کا تعلق، اُن بندوں سے ہے جن کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔ تو فرمایا، جن بندوں کے متعلق خدا چاہتا ہے اُن کے لئے اجازت دیتا ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ تم یہ نہ سمجھ لینا کہ تمہارا فرشتوں سے تعلق قائم ہو گیا ہے۔ تم خود مختار ہو گئے ہو اور خدا سے بے نیاز ہو گئے ہو۔

خدا تعالیٰ کی کائنات میں کسی قسم کا کوئی شرک نہیں ہے

کوئی بھی، کسی چیز میں خدا تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔ اس لئے تم بھی خدا کے سوا کسی طاقت پر انحصار نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ کتنی بھی عظیم الشان طاقت ہو۔ فرشتوں کو جب شفاعت کی اجازت ملے گی اُس وقت ملے گی جب خدا چاہے گا کسی بندے کے لئے جہاں، یہ اس بندے کے لئے میں اجازت دیتا ہوں .... اور اس میں رضا کا پہلو بھی شامل ہے۔ تو معلوم ہوا

کہ رضائے الٰہی کی خاطر کام کرنے والوں کے لئے شفاعت کے دروازے کھلنے کا زیادہ امکان ہے۔ اور جو رضائے الٰہی کے لئے کام نہیں کرتے اُن کے لئے کم امکان ہے۔

اب یہاں ایک اور مسئلہ بھی حل کرنا ضروری ہے۔ بعض اوقات ایک شخص کے لئے شفاعت قبول ہو جاتی ہے۔ شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے اور وہ شخص اگر غیر معمولی طور پر شفا پاتا ہے، بڑا ہوتا ہے لیکن وہ نیک نہیں بنتا۔ یا بظاہر اس شفاعت کا حقدار دکھائی نہیں دیتا۔

یہ کیا مسئلہ ہے؟ اس کا کیا حل ہے؟

اس کا حل یہ ہے کہ "لِ" (لئے) کا لفظ اس کے لئے استعمال ہی نہیں ہوا۔ ایسے مواقع پر دراصل جس شخص کی خاطر وہ شفاعت کی جاتی ہے، بعض دفعہ وہ اور ہوتا ہے۔ اور جس کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے وہ اور ہوتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی بیماری کے وقت، جبکہ وہ ہاتھ سے نکل چکا تھا اور ڈاکٹروں کی رائے میں اس کا بچنا ناممکن تھا۔ اس وقت شفاعت کی۔ کس کے لئے؟ نواب محمد علی خان کے تعلق کی وجہ سے۔ نہ کہ اس بچے کے تعلق کی وجہ سے۔ وہ بچہ تو ابھی بچہ تھا۔ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے براہِ راست محبت کا تعلق پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ بعض اپنے غلام، بعض اپنے محبت اور پیار کرنے والے، اتنے پیارے ہوتے ہیں کہ ان کی تکلیف جس کی وجہ سے ہو، وہ تکلیف دور کرنا مقصود ہوتا ہے۔ وہ ذات جس کی وجہ سے تکلیف ہے وہ براہِ راست توجہ کا مرکز نہیں ہوتی۔ پس وہاں شفاعت میں "لِمَنِ" سے مراد حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ بنتے ہیں نہ کہ وہ بچہ جس کے لئے دعا کی گئی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض دوسری جگہ شفاعت کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کہا اور یہ سوچا کہ خدا کے فلاں نیک بندے نے اس لئے یہ کام کیا تھا۔ اے خدا! اس کے لئے تو رحم فرما اور اس مصیبت کو ٹال دے۔ مثلاً جب عبد الکریم کے لئے آپ کو شفاعت کی اجازت فرمائی گئی اور آپ نے شفاعت کی اور عبد الکریم غیر معمولی طور پر شفا پا گیا۔

آج تک میڈیکل ہسٹری میں ایسا واقعہ نہیں دیکھا گیا۔

کہ کسی کو باؤلے کتے کے کاٹے کا جنون پیدا ہو جائے (ہائیڈرو فوبیا) کی ساری علامتیں ظاہر ہو جائیں اور اس کے بعد وہ بغیر کسی ظاہری وجہ کے، بغیر کسی دوائی کے، از خود کلیۃً شفا پا جائے! وہ طبی عمر پائے، اس کا کوئی بد اثر نہ رہے، اس کی اولاد پیدا ہو۔ یہ ایک ناممکن سی بات تھی۔ آپ نے شفاعت کی۔ لیکن اس کے پس منظر میں آپ بتاتے ہیں کہ میرے دل میں درد اس لئے پیدا ہوا تھا۔ محض اس لڑکے کی خاطر نہیں۔ ورنہ تو ہر دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے کے لئے درد پیدا ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس کے باپ نے بڑے اخلاص کے ساتھ اس کو بہت دور سے بھجوایا تھا اور اس نیت کے ساتھ بھیجا تھا کہ خالصۃً دین کی خدمت کے لئے علم سیکھے۔ اور میری صحبت اور تربیت میں بڑا ہو اور باہر جا کر خدا کے دین کی خدمت کرے۔ پس "لِ" (لئے) کا لفظ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کو سمجھے بغیر آپ کئی دفعہ ایسی اُلجھنوں میں مبتلا ہو جائیں گے کہ سمجھ نہیں آئے گی کہ خدا نے تو کہا تھا کہ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى اور بظاہر تو شفاعت قبول ہوئی ہے لیکن جس شخص کے حق میں شفاعت قبول ہوئی ہے وہ اس کا اہل نظر نہیں آرہا۔ وہاں آپ نے "لِ" (لئے) کا اشارہ نہیں سمجھا۔ وہ شفاعت کسی اور کی خاطر قبول ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا رحم کسی اور وجہ سے نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک خاص مضمون کے پیش نظر (شفاعت) قبول ہوتی ہے۔ اور صرف شفاعت ہی میں نہیں بلکہ

دعاؤں میں بھی یہی مضمون چل رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کو طاعون کا زبردست شبہ ہوا بلکہ اُن کو یقین تھا کیونکہ ساری علامتیں طاعون والی تھیں۔ گلٹی بھی نکل آئی۔ بخار بھی اسی طرح تیز۔ اور ڈاکٹروں نے بظاہر مایوسی کا اظہار کیا۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعا کی ہے اس میں اُس اعجازی نشان کو پیش نظر رکھ کے دعا کی ہے جو آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ فرمایا اس طرح تو شماتت اعداء ہوگی۔ میرا ایک قریبی، مجھ سے تعلق رکھنے والا، یعنی اُن کے صحابی ہونے کی حیثیت سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب رضی اللہ عنہ۔ اللہ بہتر جانتا ہے اُن کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ یہ تو اُس کا کام ہے ہمارا کام نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب رہے۔ بڑی خدمت کی۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک تعلق بھی تھا۔ لیکن آپؑ نے دعا کے وقت اُس تعلق کی بات نہیں کی۔ آپؑ نے دعا کے وقت ایک اور مضمون کا حوالہ دیا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک اعجازی نشان عطا فرمایا اور آپؑ کے قرب و جوار میں رہنے والوں کے متعلق وعدہ فرمایا کہ میں اُن کو بچاؤں گا۔ جب اس حوالے سے دعا کی تو اچانک بغیر کسی ظاہری وجہ کے مولوی محمد علی صاحب اچھے ہو گئے۔ اسی طرح ہر مضمون میں "لِ" (لئے) کی انگلی بعض دفعہ کسی اور انسان کی طرف اٹھ رہی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کسی اور مضمون کی طرف اُٹھ رہی ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال

شفاعت کا مضمون اُن کے لئے حرکت میں آتا ہے

جن کا تعلق یا تو براہِ راست خدا کے فرشتوں سے ایسا ہو کہ وہ تعلق غیر معمولی ہو جائے اور اس کے اندر ایک عام قانون قدرت سے الگ بات پیدا ہو جائے یا اُس سے محبت کرنے والا ہو، اس سے غیر معمولی تعلق رکھنے والا ایسا ہو جو خود ان لوگوں میں شامل ہو جن کے اوپر خدا کی خاص رضا اور رحمت کی نظر پڑتی ہے۔ ایسے معاملات اگر ہوں تو شفاعت آج بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے چونکہ یہ مضمون ہمیں سمجھ میں آگیا کہ شفاعت بعض دفعہ جس وجود کے لئے ہو رہی ہے اُس کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ کسی اور کی خاطر ہو رہی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں اگر کسی خاص وجود کو پیش نظر رکھیں، اپنی نیکیوں میں کسی خاص وجود کو پیش نظر رکھیں تو نیکیاں تو ہم کر رہے ہوں گے۔ یہ ممکن ہے کہ ان کا فائدہ دوسرے کو پہنچ جائے۔

اس آیت پر غور کرنے سے ہمیں حکمت کا یہ ایک اور راز معلوم ہوا۔ اسی لئے بعض دفعہ، ہر حالت میں نہیں، بعض نیکیوں کا ثواب مرحومین کو پہنچتا ہے۔ عمل کسی اور کا ہے اور ثواب کسی اور کو پہنچ رہا ہے اسی پہلو پر غور کرتے ہوئے

مجھے اسیرانِ راہِ مولیٰ کا خیال آیا

اُن کے لئے بہت دعائیں کیں۔ اُن کے لئے ساری جماعت دعائیں کر رہی ہے اور دلوں میں بہت درد ہے اور دنیا کی ساری جماعت کے دلوں میں درد ہے اور ابھی تک اُن کا ابتلاء لمبا ہو رہا ہے۔ مجھے شفاعت کے اس مضمون پر غور کرتے ہوئے خیال آیا کہ کیوں نہ ہم ان کی خاطر، ہر دوسرے اسیر سے تعلق رکھنا شروع کر دیں۔ اسیران سے، خواہ وہ راہِ مولیٰ کے اسیر ہوں یا کسی اور قسم کے اسیر ہوں۔ اسیران کی بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کریں۔ تاکہ خدا کے فرشتوں سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے۔ اُن فرشتوں سے تعلق قائم ہو جائے جن کو اسیری کے مضمون پر مامور فرمایا گیا ہے، جو اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا کرتے ہیں۔ اور خدا کے ہاں جو مختلف قوانین جاری ہیں اُن میں یہ بھی قانون ہے کہ غلامی کو دور کرنے کے لئے خدا کے بعض نظام جاری ہیں۔ جن کا دور بعض دفعہ ہزاروں سال کی حرکت کے بعد مکمل ہوتا ہے اور بعض اُن کا دور چھوٹی حرکتوں میں مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی اپنی ذات میں ایک بہت وسیع مضمون ہے بہر حال۔ تو میں یہ بات کہ اسیروں کی رستگاری کا جو نظام ہے وہ بھی ایک نظام ہے کوئی اتفاقی حادثات کا نتیجہ نہیں ہے۔ اور اس میں خدا

کے بعض فرشتے ملاءِ اعلیٰ پر مامور ہیں۔ اُن کے تابع پھر اَن گنت فرشتے دوسرے کام کر رہے ہیں۔ تو ہم اُن کے لئے دُعائیں تو کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ

کیا ہمارا اُن فرشتوں سے واقعۃً تعلّق ہے؟

ہم تو اُن سے دُعائیں اپنی محبت کے نتیجے میں کر رہے ہیں جو ہر احمدی کو دوسرے احمدی سے ہو چکی ہے اور یہ محبت۔ اتنی بڑھ چکی ہے کہ ذی القربیٰ کا مضمون اس میں آجاتا ہے۔ یعنی ہماری محبت۔ اُسی نوع کی ہو گئی ہے جیسے ماں کو بچے سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے ایک نفسانی تمنا جو ہے وہ بھی تو اس میں داخل ہو گئی۔ لہٰذا ہم اُن کے لئے دُعائیں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں لیکن خدا کے کتنے اور بندے ہیں لکھوکھا جو اسیری کے دُکھ سہہ رہے ہیں۔ اُن میں مجرم بھی بہت ہوں گے۔ کچھ معصوم بھی ہیں۔ بلکہ بعض ممالک میں تو خدا کے لاکھوں معصوم بندے ہیں۔ اُن بیچاروں کے لئے، چونکہ اُن کی اسیری خدا کی خاطر نہیں۔ اُن کا بھی کوئی دعویدار نہیں۔ بہت ہی بڑے مظلوم لوگ ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اگر ساری دُنیا میں اس طرف توجہ پیدا ہو اور جیل خانوں میں جو لوگ، نظام کے تابع جا سکتے ہیں۔ جو پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ وہاں اسیروں سے رابطے پیدا کئے جائیں اُن کے دُکھ معلوم کئے جائیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوشش سمندر میں ایک قطرے کے برابر ہو گی۔ مگر ہمارے قطرے کے دائرے میں ہمارے مسائل تو حل ہو جائیں گے۔ جو ہمارا مقصد ہے وہ تو پورا ہو جائے گا۔ ایک اور مقصد بھی پورا ہو گا۔ اس سے ہمارے اندر ایک جِلاء پیدا ہو گی۔

ہماری انسانی قدریں پہلے سے زیادہ چمک اُٹھیں گی

لیکن نیت یہ رکھیں کہ ہم اسیروں سے براہِ راست تعلق قائم کریں تاکہ اُن فرشتوں کی نظر میں آجائیں جو اسیری کے کاموں پہ مامور ہیں اور جس طرح ہم نے عملاً دُنیا میں مشاہدہ کیا ہے کہ جس خدمت کے کام پر کوئی خاص تعلق سے اپنے دائرۂ خدمت کو وسیع کرتا ہے۔ خدا کے فرشتوں کا اُس سے لازماً تعلق ہوتا ہے وہ اُس کے حق میں معجزے دکھاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے جو اس کام پر مامور ہیں ہمارے اُن بھائیوں کے لئے اعجاز دکھائیں اور اس حد تک آپ اس مضمون کو آگے بڑھائیں کہ یہ مضمون شفاعت کے مضمون میں داخل ہو جائے۔ اور آسمان پہ خدا کے فرشتے اُس کے حضور شفاعت کریں کہ ان راہِ مولیٰ میں اسیری کے دُکھ اُٹھانے والوں کے اب دن آسان فرما دے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خُطبہ ثانیہ:۔

آج

بعض مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب

ہو گی۔ پہلے تو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، وکیل اعلیٰ کی بیگم کی والدہ مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ، اہلیہ عبد الجبار خان صاحب مرحوم کی اچانک وفات کی اطلاع ملی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

٭ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ مرحومہ موصیہ تھیں، یہ ہمارے سلسلے کے کارکن سید منصور احمد بشیر صاحب کی والدہ تھیں ان کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔

٭ اسی خاندان میں ایک دوسری وفات کا سانحہ بھی ہوا ہے یعنی مکرم اقبال احمد صاحب بھٹی جو سید منصور احمد صاحب بشیر کے بہنوئی تھے۔ تو اوپر تلے یہ دو صدمے اکٹھے ان کو پہنچے۔ یہ اچانک حرکتِ قلب بند ہو نے سے وفات پا گئے۔ ٭ سلسلے کے ایک اور پرانے مخلص خادم، جو کسی زمانے میں افسر حفاظت ہوا کرتے تھے۔ بابا شیر دل صاحب، دریال ضلع جہلم (چکوال) کی بھی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ ٭ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب جو مقبول احمد صاحب خالد، کارکن دفتر وصیت کے والد صاحب تھے، کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ ٭ گلزار احمد صاحب طاہر بدو ملہی ضلع سیالکوٹ جو چار ماہ قبل احمدی ہوئے تھے، پہلے شیعہ تھے۔ اور شیعوں میں اپنے علم کی وجہ سے بڑا مقام رکھتے تھے۔ پہلے ان کا بیٹا احمدی ہوا تھا اور اس کی لمبی کوششوں اور دُعاؤں کے نتیجے میں یہ چند ماہ پہلے احمدی ہوئے۔ اس لحاظ سے وہ بہت نیک انجام کو پہنچے کہ وفات سے چند ماہ پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ ان سب کی نمازِ جنازہ غائب نمازِ جمعہ اور نمازِ عصر جو جمع ہوں گی، کے بعد ہوں گی۔

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

بات کوئی بھی الٰہی تجھ سے پوشیدہ نہیں ؞ حیلہ گر عاقل نہیں، دانا و سنجیدہ نہیں
ذرّے ذرّے میں نمایاں تیری قدرت کے نشاں ؞ دیکھتی ہے لیک وہ دیدہ جو خوابیدہ نہیں
اُمتِ خیر الرُّسلؐ کی حالتِ ناگفتہ بہ ؞ کون ہے جو دیکھ کر محزون و رنجیدہ نہیں
خون ریزی کا ہوا ہے تیرے ہی گھر میں جواز ؞ خائف و شرمندہ اس پر کوئی بھی دیدہ نہیں
ہاں دلوں سے اُٹھ چکا ہے تیرے گھر کا احترام ؞ حیف اک آنسو کہیں بھی اس پہ باریدہ نہیں
خیرِ اُمت کی ہدایت عالموں کا کام ہے ؞ کیا یہ بخ بستہ تخیل نہیں، ناسیدہ نہیں؟
جو سمجھتے ہیں مُعَطّل ہیں تیری اکثر صفات ؞ کتنے بھی علامہ ہوں، لیکن وہ فہمیدہ نہیں
قول جن کا ہے کلام اللہ ہے قولِ بشر ؞ بے خبر کیا معرفت سے وہ تر سیدہ نہیں
کہتے ہیں اب آ نہیں سکتا کوئی تابع نبی ؞ سفسطہ آمیز کیا یہ قولِ ژولیدہ نہیں
صد تاسف ابرِ رحمت کے دریچے بند ہیں ؞ کیا قنوطیت کے یہ تخمیر شوریدہ نہیں
اس سے بڑھ کر بات کوئی بھی نہیں رنجور کن ؞ اور کوئی بھی تخیل اس سے بوسیدہ نہیں
ضال اور مغضوب ہوں اُمت میں بیشک بے شمار ؞ منعموں کے واسطے کوئی بھی ترویدہ نہیں
ہر زمانے میں فرستادے ہدایت کے لئے ؞ آئیں گے، قانون تیرا کیا تسنیدہ نہیں
عاشقانِ زار تیری ہی طلب میں خوار ہیں ؞ یہ نمک زخموں پہ کیا تیرا ہی پاشیدہ نہیں
"دل نیارامد بجز گفتارِ یار" پُر شکوہ ؞ بے سکوں جب تک کہ جامِ وصل نوشیدہ نہیں
اے مرے پیارے بہت سچے ہیں سب وعدے ترے ؞ ہے کوئی دن جس میں عاشق تیرے گرویدہ نہیں
صادقوں سے ہے ہمیشہ ہی ترا راز و نیاز ؞ اس سے آگہ آہ کیوں کوئی جہاندیدہ نہیں
خود بناتا ہے جسے چاہے محبت سے کلیم ؞ بحرِ رحمت تیرا محدود و تراشیدہ نہیں
اپنے پیاروں کو عطا کرتا ہے پاکیزہ کلام ؞ اہلِ باطن سے کبھی یہ راز پوشیدہ نہیں
تیری ہستی کا بلاشک ہے یہی حتمی ثبوت ؞ تیرے پیاروں کی بھلا یہ بات سائیدہ نہیں
وعدہ ہائے فتح و نصرت ظلِ احمدؐ سے بخیر! ؞ نا رہ نمرودی، ابھی کیا ہے کہ تسریدہ نہیں؟
غلبۂ اسلام کی ساعت میں بھی کیا دیر ہے ؞ قابلِ ایفا ابھی کیا عہدِ تجدیدہ نہیں؟
راہِ مولیٰ کے اسیروں کی مدد کر زود تر ؞ کیا وہ تیرے نام کی خاطر ہی طلبیدہ نہیں
اپنے سینوں میں بسائے کلمۂ توحید کو ؞ ظلم سے کیا قید خانوں میں وہ زاریدہ نہیں
حضرتِ ختم الرُّسُلؐ پر ختم ہیں سارے کمال ؞ مادرِ ہمسر نہ زاید، کوئی زائیدہ نہیں
آپؐ کے باغِ ارم میں ہے ہمیشہ ہی بہار ؞ ابرِ رحمت اس پہ کیا ہر آن باریدہ نہیں

ہر زمانے میں یہ پھولے گا پھلے گا شان سے
یہ وہ بُستاں ہے جو زنہار خزاں دیدہ نہیں

نیاز مند عبد السمیع اثر

سالانہ اجتماع انصار اللہ اسلام آباد کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ولولہ انگیز پیغام

میرے پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے مجھے خوشی کی خبریں پہنچتی رہتی ہیں۔ اسی طرح یہ پڑھ کر بھی خوشی ہوئی کہ مجلس انصار اللہ اسلام آباد کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ بابرکت اجتماع خدا تعالیٰ کے افضال اور برکات سے معمور ہو۔

انصار اللہ اور اسلام آباد، یہ دونوں نام آپ کو آپ کے مقام اور ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ آپ اسلام کی زندگی اور غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے مامور کی مدد کرنے والے لوگ ہیں۔ جس طرح مسیح موسوی کی آواز پر حواریوں نے نحن انصار اللہ کہا تھا اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ان کے لئے آسمان سے مائدہ اتارا تھا اسی طرح دنیا نے ایک بار پھر مسیح محمدی کے انصار کو مشاہدہ کیا اور پہلے سے زیادہ عظمت شان، ایمان اور استقلال کے مشاہدے کئے اور پھر عظیم الشان آسمانی مائدوں سے یہ جماعت سرفراز کی گئی۔ اس کے پیچھے وہ الٰہی تقدیر کارفرما ہے جس کا ذکر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ یوں فرماتے ہیں کہ:

"خداوند کریم نے بار بار مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں تب میں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا جئت من حضرۃ الوتر یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔ تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا۔ لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب ہوگی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۵۲، ۵۳)

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ .... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵، ۶۶)

الٰہی نوشتوں کے مطابق جہاں ہر طلوع ہونے والا سورج جماعت احمدیہ کے لئے فتح و نصرت اور تائید خداوندی کی نوید لاتا ہے وہاں ہم نے یہ بھی سوچنا ہے کہ ہم نے عملاً کس حد تک اس تقدیر کا ساتھ دیا جس کا اظہار خدا تعالیٰ نے بار بار عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح موعودؑ سے کیا۔

پس اے اسلام آباد کے انصار الی اللہ! غلبۂ دین حق کے لئے سعی کرو پھر خدا تعالیٰ کے مائدے مزید کثرت سے تم پر نازل ہوں گے اور دونوں جہان کی خوش بختیاں تمہارے اور تمہاری نسلوں کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گی۔

حضرت المصلح الموعودؓ کے الفاظ میں میرا پیغام یہ ہے کہ

عسر ہو یسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو ٭ کچھ بھی ہو بند مگر دعوت اسلام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور ٭ اے مرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو
گامزن ہو گے رہ صدق و صفا پر گر تم ٭ کوئی مشکل نہ رہے گی جو سر انجام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو ٭ سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اس دنیا میں بھی سرخرو رہو اور آخرت میں بھی سرخرو رہو۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

(خلیفۃ المسیح الرابع)

اعلان

مکرم ایس ایم مشتاق صاحب آف لکھنؤ کو نمائندہ بدر برائے جماعت احمدیہ لکھنؤ مقرر کیا گیا ہے۔ خریداران بدر سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے مکمل تعاون فرمائیں۔

مینیجر بدر

تصحیح

بدر مورخہ ۲۱/۲۸ جنوری ۸۸ صفحہ ۱۰ پر لدھیانہ میں منعقدہ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کی رپورٹ کے عنوان میں قادیان سے ۲۵۵ احباب جماعت کی شمولیت لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ یہ تعداد جلسہ کی کل حاضری تھی۔ اور جیسا کہ نیچے رپورٹ میں ذکر ہے، قادیان سے صرف ۱۴۷ احباب اور ۸ مستورات ہی جلسہ میں شریک ہوئے تھے قارئین اس کے مطابق اپنے اپنے پرچہ میں تصحیح فرمالیں

(ایڈیٹر)

سیدالشہور ۔ ماہ رمضان المبارک

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا

روحانیت کے موسم بہار یا مہینوں کے سردار رمضان المبارک کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

"حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں رمضان المبارک کی آمد اور استقبال کی تیاریاں رمضان کے بعد سے لے کر اس کے دوبارہ آنے تک پورا سال ہوتی رہتی ہیں اور جنت خوب سجائی جاتی ہے اور پھر جب رمضان آتا ہے اور اس کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہوا موٹی آنکھوں والی خوبصورت عورتوں (حوروں) پر چلتی ہے۔ اور وہ کہتی ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے عطا فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔" (بیہقی)

قرآن مجید میں رمضان کی فرضیت

سنہ ۲ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض کئے۔ اور اس کی جامع برکات و فضائل اور آداب و مسائل بیان فرمائے سورۃ البقرہ آیت ۱۸۴ تا ۱۸۸ میں فرمایا:-

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر پر ہو تو اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہو گی اور ان لوگوں پر جو اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور) فدیہ (رمضان کے) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کے بارے قرآن نازل کیا گیا ہے۔ وہ (قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی الٰہی نشانات بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے جو شخص مریض ہو یا مسافر ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (کا پورا کرنا واجب) ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو) اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو۔ اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے۔ اور تاکہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔ اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ میرے حکم کو قبول کریں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں تاوہ ہدایت پائیں۔ تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ وہ تمہارے لئے ایک لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے۔ اس لئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔ سو اب تم ان کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو ان کے (یعنی عورتوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں۔ اس لئے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ اللہ اسی طرح لوگوں کے لئے اپنے نشانات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔"

مذکورہ بالا آیات میں روزے کی کامل شکل پیش کی گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ گزشتہ امتوں میں بھی روزہ کی عبادت تھی۔ لیکن اس قدر مکمل شکل ہرگز نہ تھی جو اسلام نے پیش کی ہے۔

رمضان کی فضیلت و اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی فضیلت و اہمیت واضح کرتے ہوئے ایک خطبہ جلیلہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:-

"حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت (اور شان) والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا یا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ (صحابہ کرام بیان کرتے ہیں) ہم نے حضور سے سوال کیا ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے۔ اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔ اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا۔ اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا۔"

(مشکوٰۃ المصابیح)

اس عظیم الشان خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جامع انداز میں رمضان المبارک کی عظمت و افادیت کو پیش فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رمضان المبارک کی فضیلت کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶)

روزہ دار کی عظمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھنے والے سے جہنم سو سال دُور کر دی جاتی ہے۔ (نسائی)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے پاس جب کوئی شے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کے لئے اس وقت تک دُعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے والا اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے (ترمذی)

اس لئے روزہ دار کے سامنے حتی المقدور کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔

حضرت بریدہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضور صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضور نے فرمایا بلال آؤ کھانا کھائیں۔ حضرت بلالؓ نے جواب دیا خدا کے رسول۔ مجھے روزہ (نفلی) ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم جنت میں اپنا رزق بھی کھا رہے ہیں اور بلال کا بچا ہوا بھی۔ پھر فرمایا۔ اے بلال جانتے ہو روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں۔ اور جب اس کے پاس کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس کے لئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔ (بیہقی)

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو کس قدر نوازا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کس زور سے فرماتے ہیں کہ :-

"رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دُعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آ گیا ہے وہ تم پر اپنی رحمت کے ساتھ جُھک رہا ہے۔ دُعائیں سننے کے سارے دروازے کھُل چکے ہیں۔ تمہاری ہر آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی کوئی ایسی آواز نہیں ہو گی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔"

نیز فرماتے ہیں :-

"پس یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے بہت بر وقت آیا ہے .... اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ کی رحمت کے دروازے اُس پر کھولتا چلا جائے گا۔ پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں۔ خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی رضا و خوشنودی سے نوازے۔ آمین ؁

اعلان

مکرم انور احمد صاحب آف موسلی بنی (اکنڈر بہار) کو نمائندہ بدر برائے جماعت احمدیہ موسلی بنی مائنز و ملحقہ بازار منتخب کیا گیا ہے۔ مذکورہ جماعتوں کے خریداران سے درخواست ہے کہ وہ مکرم موصوف کے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

(مینیجر بدر)

شاہراہ غلبہ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

مجالس انصار اللہ آندھرا کا تربیتی دورہ

مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب ناظم علاقہ انصار اللہ آندھرا رقمطراز ہیں کہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کی حیدر آباد آمد سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آندھرا کی بعض جماعتوں کا تربیتی دورہ مرتب کیا گیا۔ چنانچہ اس کے مطابق مکرم صدر صاحب مرکزیہ اور خاکسار مورخہ ۳۱/۳/۸۸ کو حیدر آباد سے جڑچرلہ پہنچے جہاں مسجد احمدیہ میں مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر صدر صاحب مرکزیہ نے اراکین انصار اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

مورخہ یکم اپریل کو چنتہ کنٹہ میں بعد نماز جمعہ مجلس انصار اللہ کا تربیتی اجلاس مکرم محمد عبد الحی صاحب، زعیم انصار اللہ چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم کی تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد دہرایا گیا بعدہٗ خاکسار اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے انصار اللہ کو لائحہ عمل کے مطابق اپنی تبلیغی اور تربیتی مساعی کو تیز تر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اسی روز بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ وڈمان میں منعقدہ جلسہ یوم مسیح موعودؑ میں خاکسار اور مکرم مولوی صاحب موصوف کی مناسب موقعہ تقاریر ہوئیں۔

مورخہ ۲/اپریل کی شام کو ہم ظہیر آباد پہنچے جہاں مکرم اقبال احمد صاحب کے مکان پر خدام و انصار جمع ہوئے مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد خاکسار اور مکرم صدر صاحب مرکزیہ نے انصار اور خدام کو دینی اُمور اور تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

مورخہ ۳/اپریل کو حیدر آباد و سکندر آباد کی مجالس انصار اللہ کا مشترکہ تربیتی جلسہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انیس کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد شمس الدین صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے انصار اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ حیدر آباد کے ایک انصار کے زیر تبلیغ ہندو دوست جو بیعت کرنے کی غرض سے آئے تھے نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں صدر صاحب مجلس نے انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور خاص طور پر حیدر آباد کی مجلس کو چار حلقوں میں تقسیم کر کے ہر ہفتہ ہر حلقے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ کی کیسٹ کے سُنوانے کا انتظام کرنے کی سکیم پیش کی بفضلہ تعالیٰ اس اجلاس میں چالیس سے زائد انصار شریک ہوئے۔ اختتام جلسہ پر مذکورہ دوست نے بیعت کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

٭ ــــ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ سلسلہ کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۸/اپریل کو مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ حیدر آباد سے یادگیر پہنچے بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں مجلس انصار اللہ کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خدام و اطفال نے بھی شرکت کی۔ مکرم نذیر احمد صاحب ہوڈری کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم منیر الدین خان صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری قائم مقام امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے صدر صاحب مرکزیہ کو خوش آمدید کہا۔ بعدہٗ خاکسار محمد ایوب ساجد نے مختصر تقریر کی اور بعض تربیتی اُمور کی طرف توجہ دلائی۔ ازاں بعد جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے مکرم ثنا محمد امیر صاحب اور مجلس کی طرف سے مکرم محمد عثمان صاحب چنگٹی زعیم مجلس انصار اللہ یادگیر نے صدر صاحب مرکزیہ کی گلپوشی کی آخر میں صدر محترم نے تقریر کی اور انصار اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ رات ۱۰ بجے مجلس عاملہ انصار اللہ کی میٹنگ ہوئی جس میں صدر صاحب مرکزیہ نے ضروری اُمور کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ اس دورہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

بنگلور میں عیسائی پادریوں سے تبلیغی گفتگو

مکرم نعمت اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور تحریر کرتے ہیں کہ یہاں پر ایک عیسائی تنظیم "Ahmadiyya Salvation Association" قائم ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے اس میں تین پادری سرگرم عمل ہیں جو مسلمانوں سے عیسائی ہوئے ہیں۔ ہمارے ایک خادم مکرم عظمت اللہ صاحب نے ان سے رابطہ قائم کیا انہیں مسلمان کیسے بنے لٹریچر دیا۔

مورخہ ۱۲-۳-۸۸ کو مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد یادگیر سے بنگلور آئے اسی روز مکرم مولوی صاحب موصوف، مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب انسپکٹر جوبلی فنڈ، مکرم عظمت اللہ صاحب اور خاکسار ہر سہ پادری صاحبان سے ان کی رہائش گاہ پر جاکر ملے اور الوہیت مسیحؑ، تحریف بائیبل اور کفارہ کے موضوع پر قریباً دو گھنٹے تک ان سے کامیاب تبادلہ خیالات کیا۔ بالآخر انہوں نے گفتگو جاری رکھنے سے صاف انکار کر دیا۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کا بابرکت انعقاد

★ ــــ مکرم ملک محمد اقبال صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کھدرواہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۳۱-۳-۸۸ کو بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب صدر جماعت جلسہ سیرت النبی صلعم منعقد ہوا۔ جس میں مکرم میر عبدالقیوم صاحب، مکرم خورشید احمد صاحب میر، مکرم میر عبدالحفیظ صاحب طاہر، مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب، عزیز ظفر اللہ صاحب، عزیز خورشید صاحب میر، عزیز ہدایت اللہ صاحب، اور خاکسار ملک محمد اقبال نے معراج کی حقیقت پر قرآن حکیم اور احادیث کی روشنی میں تقاریر کیں۔

★ ــــ مکرم سید فضل نعیم احمد صاحب ناظم تبلیغ اور تعلیم و تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مونگھیر رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۸-۴-۸۸ کو بعد نماز مغرب محلہ رسول پور میں زیر صدارت مکرم سید غلام الدین ایشیاء صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ مکرم سید انوار الدین صاحب ایم اے کی تلاوت کلام پاک اور مکرم سید ابو نصر آفتاب احمد صاحب بی کام کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب، مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب صدر جماعت نے تقاریر کیں۔ دوران جلسہ عزیز سید فضل مومن صاحب، مکرم سید ممتاز احمد صاحب نے نظمیں پڑھیں۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کی کیسٹ بھی سنائی گئی۔ غیر از جماعت احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر سمپوزیم

مکرم شبیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس لکھتے ہیں کہ انجمن تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ عام کے بعد شہر کے علمی حلقوں میں احمدیت اور اس کے عقائد لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ نے ہر ماہ کے پہلے اتوار کو مشن ہاؤس میں اختلافی مسائل پر سمپوزیم منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس کے مطابق مورخہ ۳-۴-۸۸ کو شام ساڑھے پانچ بجے زیر صدارت مکرم مولوی محمد عمر صاحب، مبلغ انچارج ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں خاکسار نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان نے "وفات مسیحؑ از روئے بائیبل" اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے وفات مسیحؑ از روئے قرآن کریم کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ بعدہ رات ۸ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ مجلس میں غیر از جماعت احباب بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ آخر پر جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

"جوگی شول" ضلع سنگھ بھوم (بہار) کا تبلیغی دورہ

مکرم شکیل احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز بہار تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۹-۳-۸۸ کو مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ کی قیادت میں مکرم منظور احمد صاحب بی اے نائب صدر جماعت، مکرم اسلام احمد صاحب سابق قائد مجلس، مکرم نعمان احمد صاحب اور مکرم اشراق احمد صاحب قائد مجلس پر مشتمل ایک وفد موٹر سائیکلوں پر موسیٰ بنی سے ۶۰ کلو میٹر دور "جوگی شول" پہنچا۔ مقامی مسجد میں تبلیغی گفتگو کا آغاز ہوا۔ اور حاضرین کو اختلافی مسائل سمجھاتے ہوئے پیغام حق پہنچایا جس پر مسجد کے پیش امام سخت برہم ہوئے لیکن دوسرے غیر احمدی احباب نے لٹریچر وصول کر کے اس کا مطالعہ کرنے اور احمدیہ مشن میں آنے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تحقیق حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لجنہ اماء اللہ ایرناکلم کی طرف سے تبلیغی کیمپ

مکرمہ نفیسہ محمد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ایرناکلم تحریر کرتی ہیں کہ مورخہ ۱۳-۱-۸۸ کو مشن ہاؤس میں ایک تبلیغی کیمپ لگایا گیا۔ جس میں کرونا گپلی، کانکولم، الیپی، موالو پیٹرہ، کوڈالی، اور آنرا پورم کی احمدی مستورات کے علاوہ قریباً کیصد غیر از جماعت بہنوں نے بھی شرکت کی۔ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ کی تلاوت کلام پاک کے بعد مکرمہ سلمان صاحبہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مکرمہ حفصہ عبدالکریم صاحبہ نے عہد دہرایا بعدہٗ مکرمہ زبیدہ عمر صاحبہ، مکرمہ شاہینہ رحمٰن صاحبہ، مکرمہ نصیرہ صاحبہ، مکرمہ بشارت انیسہ صاحبہ، اور مکرمہ طاہرہ ایم کویا صاحبہ نے تقاریر کیں۔ نمازوں کی ادائیگی اور کھانے کے بعد دوسرا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔ جس میں مکرمہ وی۔ ایم لیلیٰ صاحبہ، مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ، مکرمہ جمیلہ بی بی صاحبہ اور مکرمہ رابعہ صاحبہ نے سیرت آنحضرت صلعم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور صوبائی سیکرٹری تبلیغ کیرالہ نے مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ دوران جلسہ مکرمہ عبرا صفیہ التقیہ، رشیدہ طاہرہ، حفصہ کریم، آمینہ اشرف، ساجدہ رملہ سلمان، حفصہ، صدیقہ طاہرہ نے ملیالم، اردو اور عربی میں نظمیں پڑھیں۔ آخر پر مکرمہ حفصہ کریم صاحبہ نے معاونین کا شکریہ ادا کیا دعا کے ساتھ کیمپ برخواست ہوا۔ اس موقعہ پر آٹھ بہنوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

لجنہ اماء اللہ دہلی کا تربیتی جلسہ

مکرمہ مقبول بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دہلی رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۶-۲-۸۸ کو حلقہ عثمان پور میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ایک غیر احمدی خاتون کی تلاوت کلام پاک اور مکرمہ کوثر بیگم صاحبہ و مکرمہ مسرت بیگم صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے احادیث کی روشنی میں زندگی سے تعلق رکھنے والی چیدہ چیدہ باتیں بیان کیں۔ ازاں بعد ختم نبوت کی حقیقت بیان کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جلسہ کے بعد دلچسپ تبادلہ خیالات ہوا۔ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بھونیشور کے سوچنا کھون میں احمدی مبلغ کی تقریر

مکرم مولوی شیخ عبدالحلیم صاحب مبلغ سلسلہ مقیم بھونیشور تحریر کرتے ہیں کہ امسال پرجاپتا الیتوریہ یونیورسٹی بھونیشور کی طرف سے ۹ و ۱۰ اپریل کو سوچنا بھون میں وسیع پیمانے پر جلسے کا انتظام کیا گیا۔ اور مورخہ ۱۰-۴-۸۸ کے شام کے اجلاس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو دنیا میں امن اور نفاق پیدا کرنے کے لئے اپنی اپنی مذہبی تعلیم پیش کرنے کی دعوت دی گئی چنانچہ مکرم ڈاکٹر انوار الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ بھونیشور کے تعاون سے خاکسار بروقت سوچنا بھون پہنچا اور وہاں "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں قیام امن سے متعلق اسلام کے سنہری اصول، سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات بیان کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کو احسن رنگ میں پیش کیا۔ الحمدللہ کہ خاکسار کی تقریر پسند کی گئی۔ اور منتظمین کی طرف سے شکریہ ادا کیا گیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم سید داؤد احمد صاحب قائد مجلس نے خدام کی مدد سے سوچنا بھون کے گیٹ کے سامنے احمدیہ بک اسٹال لگایا جس میں کافی کتب قیمتاً فروخت ہوئیں اور بہتوں کو مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

والد بزرگوار مکرم محمد عبد المجید صاحب مرحوم عثمان آبادی

جن کی وفات بھی تبلیغ احمدیت کا مؤثر ذریعہ بنی

از مکرم محمد عبد العظیم صاحب، ابن مکرم محمد عبد المجید صاحب مرحوم آف عثمان آباد۔ مہاراشٹرا

والد مرحوم مکرم محمد عبد المجید صاحب احمدی ابن مکرم محمد صادق صاحب ساکن ظہیر آباد (آندھرا) کو نوجوانی کی عمر میں ہی حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ اسی موقعہ پر آپ کے بعض احباب یعنی مکرم شیخ علی صاحب مرحوم، مکرم عبد الرؤف صاحب اور مکرم بھائی شیخ محمود صاحب بھی احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ نے اگرچہ ابتدائی دو جماعتوں تک خاص دنیوی تعلیم حاصل کی تھی لیکن تبلیغ حق میں آپ احمدیہ پاکٹ بُک کی مدد سے بڑے بڑے مولویوں کو لاجواب کر دیتے تھے۔

قبول احمدیت کی وجہ سے سبھی احباب و اقارب حتیٰ کہ سگے بھائی بھی آپ کی شدید مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ مگر آپ نے کبھی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کی اور استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ ظہیر آباد میں غیر احمدی مسلمانوں نے آپ کو قتل کرنے کا فتویٰ صادر کیا۔ اور بڑے بھائی نے بڑی فراخدلی سے انہیں قتل کرنے کی اجازت بھی دی۔ والد صاحب ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو گئے اور ایک مجمع کثیر نے جس کے ہاتھ میں لاٹھیاں اور کلہاڑیاں تھیں چاروں طرف سے ٹیلے کو گھیر لیا۔ لوگ والد صاحب سے سوالات کرتے اور آپ انہیں جوابات دیتے جاتے تھے۔ اس دوران کسی بدقماش نے آپ کو ماں کی گالی دی جسے سنتے ہی والد صاحب کے بڑے بھائی جو مخالفین کی حمایت کر رہے تھے غضبناک ہو کر مخالفین پر ہی ٹوٹ پڑے اور یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے نرغے سے معجزانہ طور پر بچا لیا۔ لیکن اس مار پیٹ کے دوران آپ کو جو شدید چوٹیں آئیں ان کے نشان مرتے دم تک احمدیت کی فدائیت کے ثبوت میں باقی رہے۔

رشتہ داروں کی مخالفت سے تنگ آ کر والد صاحب عثمان آباد کو خیر آباد کہہ کر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں آپ نے احمدیہ جوبلی ہال میں رہائش اختیار کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جب خلافت سلور جوبلی کے موقعہ پر حیدر آباد تشریف لے گئے۔ تب ہمارے نانا مرحوم حضرت یعقوب صاحب شہیار (۱۹۸۰ء) نے اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح کیا۔ اور بزرگ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے واپس عثمان آباد لے آئے۔

تب سے لے کر وفات تک آپ عثمان آباد میں مقیم رہے اور علالت سے قبل تک اپنے ملنے والوں کو باقاعدگی سے احمدیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپ نے اپنی اولاد کی بہترین رنگ میں تعلیم و تربیت کی جس کے نتیجہ میں آپ کے سب بچے بفضلہ تعالیٰ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے ہیں۔ الحمد للہ۔

آپ کو سلسلے کی کتب کا مراٹھی میں ترجمہ کرانے اور مہاراشٹر کے لوگوں کو احمدیت سے روشناس کروانے کی شدید خواہش تھی۔ جس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بڑی بیٹی کو قرآن شریف کا مراٹھی ترجمہ کرنے کی سعادت بخشی۔ الحمد للہ۔

علاوہ ازیں جماعتی لٹریچر کا مراٹھی ترجمہ کرنے اس کی تقسیم کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں ہی پورا کیا۔

آپ کو حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد مرحوم کے جنازے کے ساتھ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں قادیان جانے کی توفیق ملی جو غالباً ۱۹۶۳ء کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء یعنی اپنی بیماری کے پہلے سال تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر سال جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق دی۔ الحمد للہ۔

والد صاحب مرحوم موصی تھے اور اس بات کا فخریہ اظہار آپ اپنے غیر احمدی دوستوں سے بھی کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی بیماری کا سات سالہ طویل عرصہ نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ گزارا۔ ہر آنے والے سے ہاتھ ملا کر دعا کے لئے کہتے اور لکنت کے باوجود ہمیشہ کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھا کرتے۔ ہر سال دسمبر کا مہینہ شروع ہوتے ہی جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت سے محرومی کے باعث آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ لوگ آپ کو مولوی صاحب کہا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد آپ تفسیر صغیر اتنی بلند آواز میں پڑھتے کہ راستے میں گزرنے والے سننے کے لئے رک جاتے۔ آپ ہر مسلم اور غیر مسلم کی نگاہ میں نیک، سچے اور پاکباز یقین کئے جاتے تھے جس کی وجہ سے لوگ شادی بیاہ اور دیگر امور میں آپ کو خاص طور سے مدعو کرتے اور آپ کی باتوں کا احترام کرتے۔

اپنی صحت کے دوران جب بھی کوئی احمدی مبلغ عثمان آباد تشریف لاتے آپ انہیں غیر احمدی مولویوں سے ملاتے اور ان کی تقاریر کا انتظام کرتے اور جوش میں کہتے جاتے میاں امام مہدی کے انتظار میں مر جاؤ گے مگر تمہیں امام مہدی کبھی نہ ملیں گے جب کہ ہم نے انہیں قبول کیا ہے تم ایسے ہی بیٹھے رہو۔

بڑے وسیع پیمانے پر عثمان آباد میں جلسہ عام کے انعقاد سے متعلق آپ کی دلی خواہش اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ بمبئی کے ذریعہ مورخہ ۲۳/۲/۸۸ کو پوری کی۔ یہ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اور مسلم و غیر مسلم احباب کے ذہنوں اور دلوں کو جھنجھوڑنے والا ثابت ہوا۔ اور مخالفت کے ۲۲ ویں دن والد صاحب مرحوم کو بستر علالت پر یہ بیان کر کے اطمینان ہوا کہ اب احمدیت کی تبلیغ اور مخالفت کو برداشت کرنے کا مادہ میری اولاد میں بخوبی پیدا ہو چکا ہے اور میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ کی دوپہر ایک بجے آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ع

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جاں فدا کر

وفات کے ایک گھنٹہ بعد ہی جامع مسجد عثمان آباد کے سامنے ایک بورڈ لگوایا گیا جس میں والد مرحوم کے جنازے میں شرکت نہ کرنے میت کو کندھا نہ دینے اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی نہ کرنے کی تلقین کی گئی۔ اس بات کا اعلان مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے بھی بار بار ہوتا رہا۔ واضح رہے کہ ۳۸ سال میں یہ پہلی وفات ہمارے گھر میں ہوئی تھی اور احمدیہ قبرستان کا معاملہ جو ۱۹۸۶ء سے زیر کارروائی تھا۔ اس وقت تک پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا تھا۔ مگر وفات کے دن ٹھیک دو بجے ۱۰۰x۱۰۰ فٹ کا قطعہ احمدیہ قبرستان کے لئے منظور ہوا۔ جہاں والد صاحب مرحوم کو موصی ہونے کی وجہ سے امانتاً دفن کرنے کے لئے عزیزم برادرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہٗ کے غیر مسلم دوستوں نے کمال مستعدی سے رات بھر جاگ کر کوشش کی۔

چونکہ والد صاحب مرحوم نہایت خلیق ملنسار اور سب کے ہمدرد تھے اس لئے ہر شخص غیر احمدیوں کی مسجد کے اعلان، تابوت کے اہتمام اور امانتاً تدفین کے بارے میں بڑی حیرت سے دریافت کرتا تھا۔ گھر میں نعش رکھی ہوئی تھی اور گھر کا ہر فرد ہر آنے والے کو پیغام وصیت احمدیت۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق وغیرہ امور کو واضح طور پر سمجھانے میں لگا ہوا تھا۔ باوجود شدید مخالفت کے غیر احمدی رشتہ دار اور محلے والے تجہیز و تکفین اور تدفین میں شریک رہے۔ اور ہر طرح سے مدد کی۔ فجزاہم اللّٰہ احسن الجزاء۔

اس طرح یہ غم کہ والد صاحب ہم سے جدا ہو گئے ہیں اپنی جگہ ہے۔ تاہم یہ خوشی بھی ہے کہ مرتے مرتے بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ کر گئے۔ جس سے ہم حتی المقدور فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

جماعت ہائے احمدیہ کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات قبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو۔ نیز ضعیف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے ایک فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلا دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے قبول ہوں اور جو کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم امیر جماعت احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے ان کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو رمضان المبارک شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین۔

جلسہ ہائے یوم خلافت

خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری و ساری ہے۔ خلافت اللہ تعالےٰ کا ایک بہت بڑا اور عظیم انعام ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ جماعتیں امسال ۲۷ ہجرت (مئی) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء جلسہ یوم خلافت منعقد کریں۔ اور اس ابدی انعام اور اس کی برکات نیز خلافت کی اہمیت و ضرورت پر مقررین حضرات روشنی ڈالیں۔ جلسوں کی روئیداد نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخ میں ردّ و بدل کر سکتی ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE :- 275475
RESI :- 275903
CALCUTTA-700073

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA PHONE :- 27920
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ۔ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCY
PLOT NO-6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
BOMBAY-400099
PHONE { OFFICE :- 6348179
RESI :- 629389

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ
کراچی میں معیاری سونے کے زیورات ہم سے خریدنے کے لئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
۱۴۔ خورشید بیگم مارکیٹ جیدی شاپنگ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر ۶۱۷۰۹۶

ارشاد باری تعالےٰ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔
AUTOWINGS.
آٹو ونگس
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-600004
PHONE { 76360
74350

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء
تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ :- ماسٹر کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس بسٹا اکسٹ جیون ڈریسرز۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ اڑیسہ
پرو پرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر :- 294

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے!“
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SH. GULAM NADI & BROTHERS READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR BHADRAK DISTT- BALASORE (ORISSA)

”فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے“ (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد ۔ کشمیر

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریل روڈ ۔ اسلام آباد ۔ کشمیر

امپائر ریڈیو ۔ ٹی ۔ وی اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱ ۔۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو ، نہ ان کی تحقیر۔
۲ ۔۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو ، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
۳ ۔۔ امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو ، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔
(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6, ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM:- MOOSARAZA
PHONE :- 605556
BANGALORE - 560002

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :-

SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYAPUL HYDERABAD - 500002
PHONE NO . 522860

”قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے“ (ملفوظات جلد سوم)

ALLIED

الائیڈ پروڈکشن

سپلائرز ہر قسم کے شیڈلون ، یونا ییل ، یونی سینیٹریں اور مارن پوفی وغیرہ

پتہ :-
نمبر ۴۳/۲۴/۲ ، بعقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

”زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے!“
(الحکم ۲۱ رمئی ۱۹۰۰ء)

MIR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ، ہوائی چپل ، نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!